جلد ۱ || ۲۹ - اکتوبر ۱۹۱۳ء مطابق ۲۸ ذیقعد ۱۳۳۱ھ بروز بدھ || نمبر ۲۰

مدینۃ المسیح

ایوان خلافت

اس ہفتے حضرت خلیفۃ المسیح کی طبیعت علیل رہی حضور کو درد پشت اور بخار کی شکایت تھی۔ اب آرام ہے فالحمد للہ علی ذالک* حضور کو اس بیماری میں بھی مہمات خلافت کے سرانجام دینے میں مصروف پایا۔ مباحث کے متعلق ایک صحبت میں ارشاد کیا کہ اس بستی کے امراء و شرفاء کا بیچ میں ہونا۔ اور مجسٹریٹ کی اجازت اور پولیس کا انتظام اور تحریری مباحثہ اور پرچوں کی تعداد محدود اور اوقات کا تقرر۔ اور پہلا پرچہ مخالف کا یہ نہایت ضروری ہے یہ اصول مناظرہ میں نے قرآن مجید سے نکالے ہیں۔ اور بالآخر دعا سے بہت کام لیا جائے۔ اور کبھی اپنے علم پر گھمنڈ نہ ہو۔ اور بار حیت و شہرت کا منشاء بلکہ محض احقاق حق للہ فی اللہ گفتگو کی جائے۔

اہل بیت

یہ جمعہ حضرت صاحبزادہ میرزا محمود احمد صاحب نے پڑھایا۔ دوسرے روز آپ حافظ روشن علی صاحب کے ساتھ گوجرانوالہ جلسہ پر تشریف لے گئے۔ اخبار کی اشاعت کے روز واپسی کی امید ہے۔ ملتان والے بھی بہت اصرار کر رہے ہیں۔

دار العلوم

مدرسہ انگریزی کی عمارت بہت خوشنما تیار ہوئی ہے ہال جو غالباً اپنے اخراجات کے لحاظ سے کسی امیر کبیر کے نام موسوم ہوگا بھی بننا شروع ہو گیا ہے۔ اس کے سوا باقی عمارت تقریباً مکمل ہے۔ فرش کمروں میں اور برآمدوں میں ہو چکا ہے۔ صرف ایک حصے میں باقی ہے فرنیچر بھی نیا بہم پہنچانے کی طرف ہیڈ ماسٹر صاحب کی توجہ ہو رہی ہے۔ ۱۱۰ کرسیاں نئی منگوائی ہیں۔ اسد بورڈ اور میزیں آئیں گی۔ پھر بنچ اور اگلا سامان غالباً مدرسہ احمدیہ کے کام آئیگا۔ قریباً پچاس روپے کے چار گیس لیمپ بتی کی طاقت کے ہیں جو شام کے اوقات میں جلائے جاتے ہیں۔ بخلاف اس کے پہلے لیمپ ہیں۔ روشنی کافی ہے۔ اور سنا ہے خرچ تقریباً برابر ہے۔ ٹیوٹر سسٹم قابل قدر ہے۔ چونکہ ٹیوٹر کے فرائض صرف ڈانٹ ڈپٹ تک ختم نہیں ہو جاتے بلکہ اعلیٰ درجے کی اخلاقی و تعلیمی نگہداشت کرنی ضروری ہے اس لئے ہر جماعت کے مناسب حال ٹیوٹر چاہئے۔ جو انہیں تعلیم و سٹڈی میں بھی کما حقہ مدد دیسکے۔ ننھے بچوں کے لئے الگ بنگلہ مقرر ہے۔ بیمارخانہ اور ڈسپنسری بھی بورڈنگ کے اندر ہے۔ اور ان کے درمیان بالکل متصل رات کے لئے پیخانہ ناموزوں ہے تکلیف دہ ہے بدلنا پڑیگا۔ جس کے اٹھانے کی طرف آفیسروں کی فوری توجہ درکار ہے۔ بورڈنگ کے باہر مشرقی طرف جو گڑھے وغیرہ پڑے ہوئے ہیں۔ سا ور مضر تھے حسب الحکم انسپکٹر صاحب اب بھرے جا رہے ہیں اس میدان میں مدرسہ احمدیہ کے لئے گراؤنڈ بنانے کی تجویز ہے۔ اردو کا ٹیچر ماہ ستمبر سے رخصت پر ہے۔ اور اس کی بجائے کوئی انتظام نہیں کیا گیا اور دوسرے مضامین کی خامی دور کرنے کے لئے یہ بہترین فرصت سمجھی گئی ہے۔ مسجد نور مدرسہ اور دار الشفاء کی شاندار عمارتوں کے درمیان زبان حال سے خیابان اسلام دین کو دنیا پر مقدم کرنے والے بزرگان کرام کو کچھ کہہ رہی ہے۔ مدرسہ احمدیہ میں تاحال لیکچروں کا سلسلہ شروع نہیں ہوا۔ جو تبلیغ کے واسطے تیار ہونے والے طلباء کے لئے بہت ضروری ہیں۔

آمد مہماناں

اس ہفتہ ملتان سے میاں عبداللہ رنگریز لدھیانہ سے منشی احمد الدین صاحب اپیل نویس۔ ملسیہاں دامرتسر کے مستری مہر اللہ صاحب۔ سیالکوٹ سے عمر الدین شمس الدین گجرات سے مولوی امیر الدین صاحب۔ ہوشیارپور سے میاں بدر الدین راہوں سے برادر بدر بخش مع اہل و عیال تشریف لائے۔

(۲) قاضی اکمل صاحب ۲۳ اکتوبر کو گوبکی سے واپس آ گئے۔ مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے ۲۱ اکتوبر کو ظہر کے قریب مری سے قادیان میں آ گئے۔ آپ کے اہل ابھی امرتسر میں ہیں۔ آپ اپنے وطن سے ہو کر آئے ہیں۔ سکرٹری شپ کا چارج بدستور مولوی شیر علی صاحب کے پاس ہے۔ اور ابھی رہیگا۔ شیخ یعقوب علی صاحب سفر میں ہیں۔

باہتمام میرزا عبد الغفور بیگ صاحب مینیجر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپکر میرزا محمود احمد صاحب پرنٹر و پبلشر و پراپرائیٹر کے لئے شائع ہوا۔

برقی خبریں!

معاملات بلقان

بلغاریہ و ٹرکی بلغاری سپاہ تھریس کے تمام مفوضہ علاقہ پر قبضہ کرنے کی غرض سے بڑھ رہی ہے۔ جمال بے فوجی گورنر قسطنطنیہ کو بھیجا روانہ ہوا ہے۔ تاکہ وہاں کے مسلمانوں کو بلغاری رعایا بننے پر مائل کرے۔ اور بلا مزاحمت اطاعت قبول کرنے پر آمادہ کرے۔ بلغاری فوج نے مصطفےٰ پاشا اور مالکو ٹرنوو کو مسمار اور پیوست زمین پایا ہے۔ اور دریائے اردا کے جنوبی دیہات جل رہے ہیں۔ جنکو باشی بزوق (بے قاعدہ ترکی سپاہ) واپس آتے وقت آگ لگا گئے ہیں +

آسٹریا اور سرویا - آسٹریا نے ۱۸ اکتوبر کو سرویا سے مطالبہ کیا کہ سربی سپاہ فوراً البانیہ کو خالی کر دے۔ جرمنی نے بھی آسٹریا کی تائید کی۔ لیکن سرویا نے لیت و لعل کیا۔ اس پر ۲۰ اکتوبر کو آسٹریا نے انذار حرب دیکر آٹھ دن کے اندر اندر البانیہ خالی کرنے کا مطالبہ کیا۔ اسکا فوری اثر ہوا۔ اور سرویا نے سر تسلیم خم کر دیا۔ آسٹریا کی اس کارروائی کا فرانس میں ناگوار اثر ہوا۔ لیکن آسٹریا خیال کرتا ہے۔ کہ امن یوروپ کے لیئے ایسا کرنا مفید تھا +

شاہ یونان - ۱۹ اکتوبر کی خبر ہے۔ کہ شاہ یونان سالونیکا سے فوج کا معائنہ کرنے کے بعد فلورا کیطرف روانہ ہوا۔ جہاں اسکا شاندار استقبال کیا گیا۔

یونان و ٹرکی - یونان و ٹرکی کے مابین گفتگوئے مصالحت نہایت قابل اطمینان طور پر ہو رہی ہے اور قریب تکمیل ہے۔

دیگر خبریں

ایران - گذشتہ ماہ میں گمرکی محصولات کی آمدنی میں ستر ہزار پونڈ کا اضافہ ہوا ہے۔ پارلیمنٹ ایران کا انتخاب آئندہ ماہ میں ہوگا۔

سپہ سالار ہند - ہندوستان کے آئندہ سپہ سالار سر بیوکیمپ ڈف مقرر ہوئے ہیں۔ جو کہ لارڈ کچنر صاحب کے زمانہ سپہ سالاری میں ایجوٹنٹ جنرل و چیف آف دی سٹاف رہ چکے ہیں +

لارڈ کریو کے نصائح - سکرٹری آف سٹیٹ نے ... نوجوانوں کو جو ہندوستان کی سول سروس میں بھرتی ہو کر آنے والے ہیں گراں قدر نصائح کیں۔ فرمایا میں گذشتہ نامور ترین سویلین کے حالات پر غور کرتا ہوں ان کی بہت بڑی تعداد ہندوستانی اقوام سے بہ مرتبہ کمال قریبی تعلق رکھتی تھی۔ وہ ان کے اوضاع و اطوار سے آگاہ تھی۔ افسران مذکور بے تکلف ملتے تھے۔ ان کی ہمدردی سے بہرہ ور تھے۔ تمہارا سب سے بڑا فرض یہ ہے کہ ان لوگوں سے ...

سے سابقہ پڑتا تھا۔ جو یوروپین نقطۂ خیال سے کامل طور پر تعلیم یافتہ نہ تھے لیکن بخلاف ازیں تم میں سے اکثروں کو ایسے لوگوں سے معاملہ کرنا ہوگا جو اپنی اوصاف اور تحصیل علوم غرضکہ دونوں پہلوؤں سے تمہارے ہم پلہ ہوں گے۔ ہندوستان میں گورنمنٹ اور اس کے اراکین کے خلاف نکتہ چینی بڑھ گئی ہے۔ ہم سب کو جو انڈیا آفس میں کام کر رہے ہیں۔ ان فرائض پر جو ہم راستبازی سے بجا لا رہے ہوں نکتہ چینی کو برا نہ ماننا چاہیئے۔ برطانیہ عظمیٰ کے خصائل و نام کو روشن کرنا تمہارا کام ہے +

تجہیز و تکفین - جرمن ہوائی جہاز مسمّی بہ زیپلین کے حادثہ سے تلف شدگان کی تجہیز و تکفین بڑے اعزاز سے عمل میں آئی۔ قیصر جرمن نے گرجے سے نکلکر ۲۳ تابوتوں کو سلام کیا۔

ہوم رول - مسٹر باب ہوس نے برسٹل میں تقریر کرتے ہوئے کہا مسئلہ ہوم رول کا تصفیہ فریقین کے حسب منشاء ہو جائیگا +

زنجبار کا مستقبل - زنجبار کے متعلق ایک بے بنیاد افواہ اڑی تھی۔ کہ جزیرہ زنجبار جرمنی کے حوالہ کر کے اسکے عوض افریقہ کے کسی دوسرے حصہ میں مراعات حاصل کی جائینگی۔ آخر اس کی تردید ہو گئی +

شورش پرتگال - گورنمنٹ پرتگال نے تمام سفرا کو اطلاع دی ہے۔ کہ ملک میں اب امن ہے۔ ایکسو گرفتار شدگان میں چھ پولیس مین اور چند بحری افسر اور چھوٹے عہدہ دار ہیں۔ بغاوت کا جال کل ملک میں پھیلایا ہوا تھا۔ بعض لوگوں کا بیان ہے۔ کہ اس شورش میں فوج بھی شریک تھی۔ سپاہیوں نے ایک توپخانہ کے افسر کو ہلاک کر دیا۔

فرانس سے مصر تک - ایک فرنچ ہوا باز بلغراد بخارسٹ۔ صوفیہ۔ قسطنطنیہ۔ بیروت۔ حلب۔ اور قونیہ کے راستہ قاہرہ آئے گا +

چیف جسٹس - گورنمنٹ انگلستان نے مشہور یہودی قانون دان سر روفس اسحاق کو لارڈ چیف جسٹس مقرر کیا ہے +

ہندوستان کی خبریں

سرمایہ امداد کا مصرف - کانپور ریلیف فنڈ کے متعلق تجویز ہے کہ یا تو اس سے حاجیوں کے جہازوں کی کمپنی مقرر کی جائے یا کانپور میں ایک ہائی سکول یا یتیم خانہ مقرر کیا جائے +

شکریہ - حضور وائسرائے کے فیصلہ پر آل انڈیا مسلم لیگ اور مسلمانوں کی تمام انجمنیں شکریہ کے ریزولیوشن پاس کر رہی ہیں +

سود کا اثر - ۲۵ اکتوبر کو بنکوں کے آئیندہ جاری رکھنے کے متعلق لاہور میں جلسہ ہونے والا تھا۔ پیپلز بنک نے دیوالہ کی درخواست کی ہوئی ہے۔ اس کے متعلق ۲۹ اکتوبر کو آخری فیصلہ صاحب ڈسٹرکٹ جج لاہور سنائیں گے +

بمبئی کی مالی حالت بھی نازک ہے چنانچہ انجمن دلالان ... کے سکرٹری نے استعفا

دیدیا ہے اور کئی ایک مشہور فرموں نے دیوالے نکالدیئے ہیں +

حضور وائسرائے دورہ پر ہیں۔ ریاست بیکانیر کی سیاحت کے بعد اب حیدرآباد جانے والے ہیں۔ جہاں ان کے استقبال کی بڑے زور شور سے تیاریاں ہو رہی ہیں +

لفٹنٹ گورنر پنجاب کی کہنی میں ضرب لگی تھی۔ وہ کسولی سے لاہور بغرض علاج پہونچے ہیں +

مرزا عباس علی بیگ اور بڑودہ - افواہ ہے۔ کہ آنریبل مرزا عباس علی بیگ ممبر انڈیا کونسل اپنے عہدہ کی میعاد ختم ہونے کے بعد ریاست بڑودہ میں کسی اعلیٰ عہدہ پر مقرر کیئے جائیں گے۔

تقاوی - گورنمنٹ ہند نے تقاوی کی غرض سے ۵ لاکھ روپیہ ممالک متوسط اور ڈیڑھ لاکھ روپیہ اجمیر میرواڑہ کے لئے بوجہ قلت بارش منظور فرمایا ہے۔

ایڈیٹر سبیل الرشاد کی سیاحت - ایس۔ ایم توفیق بے ایڈیٹر سبیل الرشاد قسطنطنیہ جو مشرق میں اسلامی جذبات و خیالات سے آگاہی حاصل کرنے کی غرض سے سیاحت کر رہے ہیں۔ آج کل رنگون میں ہیں۔

انتقال افسوس ہے۔ کہ لالہ ہنسراج ساہنی پلیڈر راولپنڈی کا حرکت قلب بند ہو جانے سے انتقال ہو گیا +

منصب میں اضافہ - حضور نظام کی گورنمنٹ نے قدردانی فضل و کمال و علم دوستی سے شمس العلما مولوی شبلی نعمانی کے منصب میں دو سو روپیہ ماہوار کا اضافہ فرمایا۔ مولانا موصوف کو ریاست بھوپال سے بھی سیرت محمدیہ کی تصنیف اور اس کے عملے کے خرچ کے لیئے دو سو روپیہ ماہوار عطا ہوئے ہیں +

بمبئی میں امدادی جلسہ - جنوبی ہند کے ہندوستانیوں کی جدوجہد کو امداد پہونچانے کی غرض سے ۲۴ ماہ اکتوبر کو سر کریم بھائی ابراہیم کے دفتر واقع بمبئی میں ایک جلسہ منعقد ہوا جس میں آنریبل مسٹر گوکھلے نے تقریر فرمائی +

ترکی قونصل جنرل - خلیل خالد بے ایم۔ اے کنٹب جدید ترکی قونصل جنرل ہند کو گذشتہ شنبہ کے دن انجمن ضیاء الاسلام بمبئی نے ایوننگ پارٹی و ایڈریس دیا۔ اور قونصل مذکور نے بمبئی کی جامع مسجد کو جلالتمآب سلطان المعظم کی طرف سے ایک غالیچہ نذر کیا +

طوائفوں کا اخراج - سیالکوٹ میونسپلٹی نے بھی بازار کشمیریاں اور کنک منڈی سے طوائفوں کو خارج کرنے کا فیصلہ کیا ہے +

پلیگ - ہفتہ مختتمہ ۱۸ اکتوبر کے اندر ہندوستان میں ۱۶۷۷ اموات ہوئیں۔ اتحاد بنگال کے ہندو مسلمانوں میں اتفاق و اتحاد کے آثار نمایاں ہیں۔ ایک ہندو جنٹلمین نے ایک ہزار روپیہ ... انجمن اسلامیہ کو مسلمانوں کی تعلیم کیلئے دیا ہے +

بسم اللہ الرحمن الرحیم - نحمدہ ونصلے علی رسولہ الکریم

الفضل قادیان

بروز بدھ - مورخہ ۲۹ اکتوبر ۱۹۱۳ء

یونیورسٹی احتیاط کرے

جہاں انسان کو بعض ایسے واقعات پیش آتے ہیں - کہ جن پر وہ خوش دل اور کھلے سینہ سے قلم اٹھاتا ہے - وہاں ایسے معاملات بھی ہوتے ہیں - کہ جن پر خامہ فرسائی کرتے ہوئے دل پر درد اور آنکھیں پرنم ہوتی ہیں - ہمیں افسوس ہے کہ آج ہمیں ایک ایسی ہی بات پر قلم اٹھانے کی ضرورت پیش آئی ہے - کہ جسے سوچکر دل کانپتا ہے - اور جگر کے ٹکڑے اڑے جاتے ہیں - اور طاقت برداشت زائل ہو رہی ہے *

پیسہ اخبار میں یہ خبر پڑھ کر تعجب ہوا تھا - کہ آئندہ بی - اے کورس میں بعض ایسے فقرات ہیں - کہ جن کو پڑھ کر ایک مسلمان کا دل پاش پاش ہو جاتا ہے - اور ایڈیٹر صاحب پیسہ اخبار نے مسلمانوں کو اس طرف متوجہ کیا تھا کہ اگر وہ ان فقرات سے آگاہی حاصل کرنا چاہیں - تو سیلکٹڈ انگلش ایسیز کو پڑھ کر دیکھیں - وہ ان فقرات کے درج کرنے کی بھی جرأت نہیں کر سکتے ہمارے خیال میں پیسہ اخبار نے نہایت بیاموقعہ اس معاملہ کو اٹھایا ہے اور ابھی وقت ہے - کہ ان فقرات کے متعلق گورنمنٹ کو متوجہ کیا جائے اور اپنی مہربان گورنمنٹ سے نہایت ادب سے استدعا کی جائے - کہ وہ ان صفحات کو بی اے کورس سے خارج کر دے - جن کا پڑھنا ایک مسلمان کے لئے موت سے بدتر ہے *

ہم نے اس کتاب کو دیکھا ہے اور افسوس کے ساتھ معلوم ہوا ہے کہ جیسا کہ معزز ہمعصر پیسہ اخبار نے لکھا ہے چند صفحات اس کتاب کے ایسے ہیں - کہ ان کو ایک باغیرت مسلمان کبھی پڑھ نہیں سکتا - اور بی اے کے امتحان کی لالچ تو الگ رہی ایک باغیرت مسلمان جس کے سینہ میں ایک زندہ دل ہو - ان فقرات کو سبق کے طور پر پڑھنے کی بجائے مرنا زیادہ پسند کرے گا *

ہمیں یقین ہے کہ کارکنان یونیورسٹی نے جان بوجھ کر یہ کورس نہیں مقرر کیا - اور ہرگز ہرگز ان کا یہ منشاء نہ تھا - کہ وہ ایسی کتابیں مقرر کریں جن سے مسلمان طلباء کو تکلیف ہو - کیونکہ یونیورسٹی میں ایسے ممبر پائے جاتے ہیں کہ جن کی نسبت ہم یہ خیال بھی نہیں کر سکتے - کہ وہ ایسی کتابوں کا انتخاب پسند کریں گے - جن میں اسلام یا بانیٔ اسلام کی ہتک ہو - لیکن اس خیال سے گو یہ تو تسلی ہو جاتی ہے - کہ اس انتخاب میں دیدہ دانستہ مسلمانوں کو دکھ دینے کی کوشش نہیں کی گئی لیکن اس تسلی کا یہ مطلب نہیں کہ چونکہ دل دکھانے کے لئے اس کتاب کا انتخاب نہیں ہوا - اس لئے اسے کورس میں رہنے دینا چاہیئے - اور مسلمانوں کو نہایت ٹھنڈے دل سے اسے اس خیال سے پڑھنے دینا چاہیئے - کہ اس کا انتخاب نیک نیتی سے ہوا ہے - اور جان بوجھ کر انہیں تکلیف نہیں دیگئی *

کسی نیت یا کسی ارادہ سے بھی اس کتاب کا انتخاب ہوا ہو - مسلمان اسے نہیں پڑھ سکتے - اور انکا حق ہے - کہ وہ یونیورسٹی سے یہ مطالبہ کریں - کہ وہ فوراً ان صفحات کو جنمیں مذہب اسلام کے خلاف سخت دریدہ دہنی سے حملہ کیا گیا ہے کورس سے نکال دے - اور ان ٹکڑوں کو بھی کورس سے خارج کر دے - کہ جنمیں سور کے گوشت کا حال مزے لے لے کر بیان کیا گیا ہے کیونکہ جس چیز سے نفرت ہو - اس کا ذکر اس رنگ میں جیسے اس کتاب میں سور کے گوشت کا ذکر ہے سننا یا پڑھنا طبیعت انسانی پر بہت شاق گذرتا ہے *

ہم وہ الفاظ پورے طور سے اس جگہ درج نہیں کر سکتے - جو کارلائل نے ہمارے آنحضرت کی شان میں استعمال کئے ہیں - کیونکہ وہ بہت ہی سخت ہیں - اور ان کا پورا درج کرنا خطرہ سے خالی نہیں - کیونکہ ڈر ہے کہ نادان طبیعتیں خواہ مخواہ جوش میں آکر از خود رفتہ نہ ہو جائیں - لیکن پورے ترجمہ نہ دینے کا یہ مطلب بھی نہیں - کہ ہم اس کا کچھ بھی مطلب نہ بیان کریں - کیونکہ اس سے مسلمانوں کو ان الفاظ کی اہمیت اور اس واقعہ کی سختی کسیطرح معلوم نہیں ہو سکتی *

(جیکے مضمون میں وہ الفاظ ہیں جنکا میں نے ذکر کیا ہے)

کارلائل شیکسپیر کی تعریف کے جوش میں اپنی حیثیت کو بالکل بھول کر کہیں سے کہیں نکل گیا ہے - میں نہیں جانتا کہ شیکسپیر کی تعریف رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی مذمت (نعوذ باللہ) کئے بغیر کیوں نہیں ہو سکتی تھی اور اس ایکٹر کے مقابلہ میں ایک کروڑوں انسانوں کے ہادی کے ذکر کے معنی ہی کیا ہوئے کارلائل نے جو گالیاں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو دی ہیں - ان کو جانے دو - ایک مسلمان تو اس فقرہ کا سننا یا پڑھنا بھی گوارا نہیں کر سکتا - کہ آپ کی تعلیم تو (نعوذ باللہ) عرب میں بوسیدہ اور پرانی ہو گئی - اور شیکسپیر کی تعلیم ہمیشہ کے لئے عرب کیا اور دیگر ممالک کیا سب دنیا کے لئے ہدایت کا موجب رہیگی - کہاں وہ ہادیوں کا ہادی اور کہاں شیکسپیر تھیئٹر کا تماشہ کرنے والا - ان دونوں کی نسبت ہی کیا ہو سکتی ہے شیکسپیر کے چال چلن کو ہی دیکھو کیسا تھا - اس کی سوانحعمری پڑھنے سے معلوم ہو سکتا ہے - کہ خود اسکا چال چلن نیک اور پاک نہ تہا - پھر جو شخص خود سینکڑوں ہزاروں گناہوں میں مبتلا تہا - اس نے لوگوں کی کیا اصلاح کرنی ہے - کارلائل کہتا ہے کہ شیکسپیر رسول کریم سے نعوذ باللہ بہت زیادہ کامیاب تھا - اور آپ میں سب سے بڑی بات صرف دعوے ہیں - میں نہیں سمجھ سکتا - کہ کوئی دانا انسان ایسی بات کہہ سکتا ہے - جو کارلائل نے کہی ہے - کیونکہ جس ملک میں شیکسپیر آیا تھا - اس کی حالت عرب سے بہت اچھی تھی - لیکن اس نے کسقدر انسانوں کو ہدایت کی - اور کتنے آدمیوں نے اس کی پیروی کے لئے اپنے آپکو وقف کر دیا - حالانکہ ہمارے نبی کریم نے عرب جیسے ملک کی حالت ایسی بدل دی - کہ خود دشمن بھی مقر ہیں - کہ دنیا کی تاریخ ایسے تغیر کی نظیر نہیں پیش کر سکتی *

مگر وہ کارلائل کے اعتراضات کے جواب دینے کی ضرورت نہیں اس وقت تو ہمیں یونیورسٹی سے یہ مطالبہ کرنا ہے - کہ وہ جسقدر جلد ہو سکے اس کتاب کو یا اس کے قابل اعتراض حصوں کو بی - اے کورس سے خارج کر دے -

اس جگہ ہم یہ بھی لکھدینا مناسب سمجھتے ہیں - کہ ہماری اس تحریر سے کوئی شخص یہ نتیجہ نہ نکالے - کہ اسمیں گورنمنٹ انگریزی کا کوئی قصور ہے اس میں گورنمنٹ کا کوئی قصور نہیں - بلکہ خود ہمارا قصور ہے - کیونکہ یونیورسٹی حکام گورنمنٹ کا مجموعہ نہیں - بلکہ اس میں خود ہر مذہب وملت کے قائم مقام چنے جاتے ہیں اور مسلمانوں کی بھی اس میں ایک خاص تعداد ہے بلکہ سنڈیکیٹ بک کمیٹی میں بھی مسلمانوں کے قائم مقام موجود رہتے ہیں - جو اگر اپنے فرائض کو سمجھتے - تو ابتدا میں ہی اس کتاب کو کورس میں رکھے جانے سے روک سکتے تھے - اور ان کے اعتراض کرنے پر اس کتاب کو کوئی نہیں رکھ سکتا تہا - مگر افسوس ہے کہ مسلمانوں کا حال یہ ہو رہا ہے - کہ وہ لیکچروں میں تو شور مچاتے رہتے ہیں - مگر کام میں ان کا خانہ بالکل خالی رہتا ہے *

یہ پہلا ہی موقعہ نہیں - کہ یونیورسٹی کورسز میں اس قسم کی کتب کا انتخاب ہوا ہے - جنمیں اسلام کی ہتک کی گئی ہے - لیکن مسلمان ممبران یونیورسٹی پھر بھی اپنے فرائض کی ادائیگی کی طرف متوجہ نہیں ہوتے *

ہمیں اب بھی امید ہے - کہ جب یہ راز فاش ہو گیا ہے - اور غلطی معلوم ہو گئی ہے - مسلمان ممبران یونیورسٹی اس بات کی طرف سنیٹ کو متوجہ کریں گے - بلکہ ہم خود گورنمنٹ سے امید کرتے ہیں - کہ وہ خود یونیورسٹی کو اسطرف متوجہ کریگی *

مسلمانوں کو چاہیئے - کہ اس بات کا یقین رکھیں - کہ گورنمنٹ کبھی ان کی جائز شکایات کو رفع کرنے میں دیر نہ لگائے گی - اور ضرور مسلمان طلباء کو ان دل توڑ دینے والے الفاظ کے پڑھنے سے معاف کیا جائیگا - اور ان مضامین کو کورس سے خارج کر دیا جائے گا - جنکا پڑھنا ایک مسلمان کے لئے مصیبت ہے *

التماس

حضرات خریداران کی خدمت اقدس میں التماس ہے کہ خط وکتابت کے وقت نمبر خریداری کا حوالہ ضرور دیا کریں ورنہ عدم تعمیل کی شکایت معاف * منیجر

الاخبار والآراء

مسز پنکہرسٹ امریکہ میں

ہم قبل ازیں یہ خبر شائع کر چکے ہیں۔ کہ انگلستان کی حقوق طلب عورتوں کی سرگروہ مسز پنکہرسٹ لنڈن کے جیلخانہ سے رخصت ہو کر پیرس پہونچیں۔ اور وہاں سے امریکہ کی عازم ہو چکی ہیں۔ دو ہفتہ ہوئے۔ مسز موصوف کی نسبت ٹائمز لنڈن میں لکھا گیا تھا۔ کہ "مسز پنکہرسٹ کو علاقہ امریکہ میں نازل ہونے سے روکنے کی تجویز در پیش ہے۔ اور یہ بھی کہ اس سے سوال کیا جائیگا۔ کہ آیا مہذب اور باقاعدہ حکومت کے متعلق آپ کی کیا رائے ہے"۔ اس خبر کے پڑھنے کے بعد ہم کو خیال آتا تھا۔ کہ پیرس سے نکلکر حقوق طلب عورتوں کی سردار نے کہاں کا رُخ کیا۔ اور وہ کس جگہ مقیم ہے۔ ہماری اس کشمکش کو آخر ریوٹر کے ایک تار نے دور کر دیا۔ اور دنیا کو معلوم ہو گیا۔ کہ امریکہ کے رئیس الجمہوریت مسٹر ولسن نے مسز پنکہرسٹ کے داخلہ کا مسئلہ اپنے ہاتھ میں لے کر مسز موصوف کو امریکہ میں داخل ہونے کی اجازت دیدی ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے۔ کہ یہ جنگجو حقوق طلب عورت امریکہ میں جا کر کیا گل کھلاتی ہے۔

ہندوستان پر ولایت کا اثر

ہندوستان کے تمام بہی خواہ اور وطن پرست لوگ اس امر کے شاکی ہیں۔ کہ اہل ہند یورپ کی خرابیوں کے دلدادہ اور خوبیوں سے لاپرواہ ہیں۔ اور فرنگستان کی شاگردی سے فائدہ اٹھانے کی بجائے ہندوستان نے اپنے نوجوان فرزندوں کے غلط رویہ کے باعث سخت نقصان اٹھایا ہے۔ یہاں کے نوجوانوں نے یورپ کے انارکسٹ کا تتبع کیا۔ نہلسٹ کے راستہ پر قدم مارا۔ فیشن کی تقلید کی۔ اور آخر نقصان اٹھایا۔ اب جبکہ دیکھا کہ حقوق طلب عورتیں ڈاک کے بکسوں تک میں تیزاب ڈال کر خطوط جلا دیتی ہیں۔ اور ایسی ایسی دوسری شرارتیں بھی کرتی رہتی ہیں۔ تو بقول ہمدرد دہلی کے شریر لڑکوں نے تیزاب کی بجائے جامع مسجد دہلی کے پیچھے والے لیٹر بکس میں جلتا ہؤا سگرٹ ڈال دیا۔ اور تمام خطوط جلا کر راکھ سیاہ کر دیئے۔ یہ ہے ہندوستانی نوجوانوں کا تباہ کن نیا سبق۔ خدا تعالےٰ اس کی تکرار سے محفوظ رکھے۔

عبرت انگیز حادثہ

وہ جو دل رکھتا ہے۔ پھر اس کے دل میں درد اور خوف خدا ہے۔ خشیت اللہ ہے۔ اور اس کی آنکھ میں ہر واقعہ کسی مصلحت کے ماتحت اور ہر حادثہ سبق آموز اور عبرت انگیزی کے لئے ہوتا ہے دیکھئے ریوٹر کی یہ خبر کہ کارڈف واقعہ انگلستان میں کوئلہ کی کان کے پھٹنے اس میں آگ لگجانے اور اس کا منہ بند ہوجانے سے ۴۷۱ آدمی ہلاک ہوئے۔ ایک عورت کا شوہر تین بھائی اور چار لڑکے تلف ہو گئے۔ ایک دل ہلا دینے والا حادثہ ہوش ربا سانحہ ہے۔ اور عبرت انگیز واقعہ ہے۔ جس کی نظیر انگلستان کی تاریخ کے گذشتہ ۷۰ سال میں موجود نہیں۔ لیکن تھوڑے ہیں۔ جو اس سے فائدہ اٹھائیں گے۔ اور غفلت کی نیند سے بیدار ہو کر نوح و لوط کے دن آنکھوں کے سامنے دیکھکر اس زمانہ کے نذیر کی تلاش کریں گے۔ کاشکہ دنیا جگانے سے جاگتی۔ اور جگانے والے کو یہ آہ سرد یہ نہ کہنا پڑتا۔

یونہی غفلت کے لحافوں میں پڑے سوتے ہیں
وہ نہیں جاگتے سو بار جگایا ہم نے

جرمنی کا استقلال

بام ترقی پر پہونچنے مشکلات سے عہدہ برآ ہونے اور کامیابی کا سہرا سر پر باندھنے کے لئے اگر کسی وصف کی ضرورت کسی صفت کی احتیاج ہے۔ تو وہ استقلال ہے۔ ہمارے زمانہ میں جس قوم نے ایک صدی کے اندر اندر حیرت انگیز ترقی کر کے دکھائی ہے۔ وہ جرمنی ہے۔ جرمن قوم نے تجارت میں آلات حرب کی تیاری و بری و بحری افواج کی تربیت و تقویت کے بارہ میں جو کچھ کیا۔ وہ دوسری اقوام کے لئے جہاں موجب خطرہ ہے۔ وہاں ایک سبق بھی ہے۔ اگر جرمنی کی اس بے نظیر کامیابی و ترقی کا راز تلاش کیا جائے۔ تو وہ لفظ استقلال میں ہے۔ جس قوم کے لاکھوں روپیہ کی لاگت کے ہوائی جہاز تباہ ہوتے رہیں۔ اور نقصان مال کے ساتھ اتلاف جان بھی ہوتا ہے۔ اور وہ استقلال کے ساتھ قدم آگے ہی بڑھاتی جائے۔ اس کی ترقی میں کس کو کلام ہو سکتا ہے اور کون اس کے اچھے دنوں سے مایوس ہو سکتا ہے۔ اگرچہ جرمنی کا آخری جہاز از قسم زمپلن ۱۷ اکتوبر کو آتشیں مادہ کے بھڑک اٹھنے سے جلکر گر پڑا۔ ۲۹ آدمی جو اس میں سوار تھے ہلاک ہو گئے ان میں دس بڑے بڑے افسر تھے۔ اب جرمنی کے پاس اس قسم کا کوئی اور جہاز نہیں۔ تاہم قیصر جرمن ہوا شناس اور کونٹ زپلن اس حادثہ سے بددل نہیں ہوئے۔ بلکہ وہ اسے قوم کی غیرت کے لئے ایک تازیانہ سمجھتے اور آلات پرواز کو تکمیل تک پہونچانے پر مصر ہیں۔ یہ ہے استقلال۔

بل بے بہادر کتے

براعظم یورپ کے ہمالیہ یعنی کوہ ایلپس کے دشوار گذار راستوں اور برف سے پٹے ہوئے غاروں میں سینکڑوں انسانی جانیں آئے دن ضائع ہوتی رہتی ہیں۔ اور برف کا سفید کفن حسرت زدہ تک سونے والوں کو خود بخود ڈھانپ لیتا ہے۔ اس ویرانے اور سفید پوش بیابان میں ہر وقت ایک ہو کا عالم اور سناٹا رہتا ہے۔ البتہ صرف ایک مقام ایسا ہے۔ جہاں رومن کیتھولک راہبوں نے اپنا مسکن بنا رکھا ہے۔ اور اصحاب کہف سے ظاہری مماثلت پورا کرتے کے لئے انہوں نے کتے بھی پال رکھے ہیں جو بھولے بھٹکے مسافر کو خانقاہ کا راستہ بتاتے اور مصیبت میں ان کی جان بچاتے ہیں۔ اس خانقاہ کا نام سینٹ برنارڈ ہے۔ اور اسی نام سے اس کے قریب گذرنے والا پہاڑی درہ بھی مشہور ہے۔ حال ہی میں یہاں سے ایک انگریز مسمی ڈاسن کا گذر ہؤا۔ اس نوجوان نے راستہ کو مختصر کرنے کے لئے پگ ڈنڈی پر چلنے کی کوشش کی لیکن پاؤں پھسل گیا۔ اور غریب الوطن مسافر پہاڑ کے ڈہلوان پہلو پر سے لڑکھڑاتا ہوا غار کی تہ میں جا رہا۔ اور سخت زخمی ہو گیا۔ وہ بھوک اور شدت سردی سے داعی اجل کو لبیک کہنے کے لئے تیار تھا۔ کہ سینٹ برنارڈ کے ایک کتے نے اس کو دیکھ لیا۔ اور بھونک بھونک کر راستہ چلتے مسافروں کو اپنی طرف متوجہ کر کے غار کا راستہ دکھایا مسافروں نے زخمی انگریز کو اٹھا لیا۔ وہ اب ایک ہسپتال میں زیر علاج ہے۔ اور اس کی صحت کی حالت اچھی ہے۔ بل بے بہادر کتے تو نے ایک انسان کی جان بچالی تیری اس ہمدردی میں انسانوں کے لئے ایک سبق ہے۔

بھوروں اور گوروں کا جنگ

جزائر برطانیہ کے صوبہ الڈر شاٹ میں آغاز ستمبر سے مصنوعی جنگ شروع ہے۔ جنوبی حملہ آور فوج کا نام بھوری اور شمالی محافظ ملک سپاہ کا نام گوری فوج رکھا گیا ہے۔ پہلی لڑائی ۱۱-۱۲ ستمبر کو ہوئی۔ حملہ آور فوج نے دریائے ٹیمز کے کشتیوں کے پل پر قبضہ کر لیا۔ اور اس طرح پہلے ہی مقابلہ میں ان کا پلہ بھاری ہو گیا۔ اب تک کئی خونریز لڑائیاں ہو چکی ہیں۔ آخری جنگ ۲۴ ستمبر کو ہوئی تھی۔ میدان جنگ ۸ میل لمبا تھا۔ گوری فوج خوب بہادری سے مقابلہ کر رہی ہے۔ اس جنگ میں طیاروں سے بہت کام لیا جا رہا ہے۔ ۲۳ ستمبر کو گوری سپاہ کے گیارہ طیارے اڑائے تھے لیکن موسم کے خراب ہونے کے باعث صرف ایک آلہ پرواز مسمی بہ ڈیلٹا نے اچھا کام کیا۔ بھوری سپاہ کے دو طیاروں نے اس پر حملہ کیا۔ لیکن غیر مسلح ہونے کے باعث کچھ نہیں بگاڑ سکے۔ اس جنگ سے یہ نتیجہ بھی اخذ کیا گیا ہے۔ کہ جنگلی علاقہ میں جہاں درخت بکثرت ہوں۔ آلات پرواز کچھ کام نہیں دیتے۔ اور نیچے نہیں اتر سکتے۔ اب تک بھوری سپاہ کا پلہ بھاری ہے۔ گوروں کی سپاہ کی ایک بٹالین سپاہ کا کرنیل بھوروں کے سواروں نے گرفتار کر لیا ہے اور بہت سی بھوری فوج بھی گرفتار ہوئی ہے۔

احسان کی یاد

جنگل کا خود مختار بادشاہ درندوں کا بے خوف فرمانروا خونخوار شیر بھی کانٹا نکالنے والے غلام کو یاد رکھتا ہے۔ اور شہر کا ذلیل ترین وفا شعار کتا روٹی ڈالنے والے پر حملہ نہیں کرتا۔ لیکن احسان فراموش انسان اگر ذرا کوئی امر طبیعت کے خلاف دیکھے۔ تو اسے بعض اوقات سیالکوٹ کے ایک شریر لڑکے کیطرح نہ ماں کا پاس ہوتا ہے۔ نہ باپ کا ادب

نہ بھائیوں سے انس۔ وہ ماں کو قتل بھائی کو ذبح اور محسن باپ کو گھائل کر دیتا ہے۔ اور خود بھی احسان فراموشی اور محسن کشی کے باعث کیفر کردار کو پہونچتا ہے۔ ہاں خدا پنج انگشت یکساں نکرد۔ آدم کے کنبہ میں بھی نیک سیرت اور "احسان کے بدلے احسان ہے" پر عمل پیرا ہونے والے موجود ہیں۔ دکن کے مشہور فرمانروا ظفر خاں نے اپنا نام حسن گنگو بہمن رکھا۔ اور بہمن آقا کے احسان کی یاد میں خاندان کا نام ہی برہمن کر دیا لنڈن کے فریق ٹائمز کا قابل ایڈیٹر اپنے مرحوم باپ کے دوست اور اپنے مربی فرونچ افسر مسٹر دو سے کے نام پر اپنے تئیں دو سے محمد کہلاتا ہے اور مشہور اہل قلم پیئر لوٹی کا سکرٹری بیان کرتا ہے۔ کہ "میرے باپ نے اپنے ایک ترک دوست عثمان آفندی کی یاد میں میرا نام عثمان دانی رکھا تھا" یہی فطرت انسانی کا تقاضا اور وہ تھا۔ طاغوت کی شاگردی کا خمیازہ بیں ؎

جو احسان کرے اس کا گن ماننا
سدا اپنے محسن کو پہچاننا

اسلامی ممالک میں مسیحی مشنری

جب تک مسلمانوں کو اپنے دین کے لئے غیرت تھی جب تک اشاعت اسلام اور شعار اسلام کی پابندی کا والیان ملک اور اراکین سلطنت کو یکساں خیال تھا۔ اور اسلام کے دشمنوں کو اپنا دشمن سمجھا جاتا تھا۔ اسوقت تک خدا تعالےٰ بھی مسلمانوں کا ناصر اور حامی تھا۔ لیکن جب انہوں نے خدا کے دین کو پس پشت ڈال دیا اور عیاشی و آرام طلبی کے دلدادہ ہو گئے۔ تو غیور خدا نے بھی منہ موڑ لیا۔ اسوقت ٹرکی ایک اسلامی سلطنت کہلاتی ہے اور اسکا بادشاہ خلیفۃ المسلمین کے نام سے مشہور ہے لیکن مسیحت کی اشاعت اور دجالیت کی ترویج کو دیکھ کر مجبوراً کہنا پڑتا ہے۔ کہ ٹرکی حیدرآباد کی باجگذار ریاست سے بھی بدتر حالت میں ہے۔ اشاعت تو در کنار وہاں حفاظت اسلام کا بھی کوئی انتظام نہیں۔ مشنری عورتوں کی امرا کے گھروں میں رسائی ہے۔ اور مسلمان دایہ وملازم پر مسیحی عورت کو ترجیح دیجاتی ہے۔ ہر شہر اور قصبہ میں دجال کی سپاہ نے ڈیرہ ڈال رکھا ہے اکیلے بیروت میں ۳۰ یا ۴۰ عیسوی درسگاہیں ہیں۔ کالج ہے یونیورسٹی ہے اور درجن سے زیادہ زنانہ مدارس ہیں۔ جن میں سے بعض صرف مسلمان لڑکیوں کے لئے مخصوص ہیں۔ ایک مس ٹیلر اسکول ہیں شریف خاندانوں کی ۶۰ لڑکیاں پڑھتی ہیں۔ جو بلحاظ عمر ۶ و ۷ برس سے لیکے ۱۸ و ۱۹ برس تک کی ہیں۔ امریکن مشن کی درسگاہوں کے علاوہ صرف علاقہ شام میں فرانسیسوں کے بھی ۴۰۰ اسکول ہیں۔ اس زہریلے اثر کو روکنے کے لئے ترکی گورنمنٹ کو کچھ فکر نہیں۔ تہی بقول نواب محمد اسحاق خاں "جسے بڑے شہروں میں کوئی بزرگ عالم ہے" جو لوگوں کو دین سے واقف کرتے اور تعلیم کا شوق دلائے۔ البتہ دو ہندوستانیوں نے ایک درسگاہ الموسوم "دارالعلوم" قائم کی ہے۔ جس میں دو سے شروع کر کے اب بارہ تک جماعتیں ہوگئی ہیں۔ یہ ہندوستانی دہلی کے باشندے اور بیروت کی امریکن یونیورسٹی کے گریجوایٹ ہیں۔ ان کے نام محمد عبدالستار جری ایم۔ اے۔ اور محمد عبدالحکیم بی۔ اے ہیں۔ ٹرکی کے بعد مسیحی سرگرمی کا مرکز مصر ہو رہا ہے۔ جہاں کے مسلمانوں کی لاپرواہی کا مصری الشعب سخت شاکی ہے۔ جن اسلامی ممالک کا یہ حال ہو اگر اس پر ادبار نہ آئے تو ہو کیا۔ یاد رکھو جو خدا کے دین کی پرواہ نہیں کرتا۔ خدا کو اس کی ہرگز پرواہ نہیں۔

انگریزی رعایا ہونا باعث عزت ہے

ایسے وقت جبکہ ممالک اسلامیہ انحطاط کے عالم میں ہیں۔ رہی سہی حکومتیں زوال و تباہی کے عمیق غاروں میں دھکیلی جارہی ہیں۔ مسلمان خدا تعالےٰ کی نعمتوں کی ناشکر گذاری کے باعث زمین کی حکومت سے محروم ہوتے جارہے ہیں۔ یہ امر موجب طمانیت ہے کہ ہندوستان کے مسلمانوں کو وہ حکومت میسر ہے۔ جس کی رعایا ہونے میں بقول ایڈیٹر صاحب "پیسہ اخبار" کچھ "امتیاز" اور کچھ "عزت" ہے۔ جناب محبوب عالم صاحب رومانیہ سے لکھتے ہیں۔ انگریزی رعایا ہونے کے باعث انکا پروانہ راہداری جلدی بلکہ بعض اوقات سب سے پہلے ملاحظہ کیا جاتا تھا۔ اور ایک جگہ ان سے پانچ فرینک وصول کیے گئے۔ لیکن بعد میں انگریزی رعایا ہونے کے باعث واپس کر دئے گئے یہ انگریزی رعایا ہونے کا ہی باعث تھا۔ کہ مسٹر محمد علی نے سالونیکا اور ایڈریانوپل میں ہندوستان بیٹھے بیٹھے اس وقت مالی امداد بہم پہونچائی۔ جب خود ٹرکی ایسا کرنے سے عاری تھی پھر یہ انگریزی رعایا ہونے کا ہی طفیل ہے۔ کہ آنریبل مسٹر غزنوی کا ترکی ممالک میں عزت کے ساتھ استقبال کیا جائیگا۔ بیروت کے حاکم کو صاحب موصوف کا مناسب اعزاز کرنے کے احکام پہونچ چکے ہیں۔ پس مسلمانوں کو خدا تعالےٰ کا شکریہ ادا کرنا چاہئیے۔ کہ ان پر منصف اور بالفاظ حضرت امام محسن گورنمنٹ کا ظل عاطفت ہے۔

یہ خفگی کیوں ہے؟

دہلی کے اعتدال پسندوں کا جلسہ فرضی قوم پرست گروہ کو ناپسند تھا۔ اس کی کارروائی کو غلط پیرایہ میں شائع کیا گیا اور نواب صاحب رامپور کو چھوڑ کر نواب محمد اسحاق خاں سکرٹری علیگڈھ کالج کو مورد طعن و تشنیع بنایا گیا۔ اور کہا گیا۔ کہ یہ سب کچھ اسی کا ساختہ پرداختہ ہے۔ وہ منحوس گھڑی تھی۔ جب اس شخص کو سکرٹری منتخب کیا گیا تھا۔ پھر جب نواب صاحب موصوف کو بمبئی کی پراونشل محمڈن کانفرنس کی صدارت کے لئے مدعو کیا گیا۔ تو حزب الاحرار کے اخبارات نے ان کی نسبت لکھا "کہ ان کا مبلغ علم معلوم ہو چکا ہے"۔ اس نفرت و حقارت کی وجہ کیا ہے؟ اور کیوں سکرٹری صاحب کو ہدف ملامت بنایا جاتا ہے۔ اس کا جواب نواب محمد اسحاق خاں صاحب کا وہ ایڈریس ہے جو آپ نے پونا کانفرنس میں پڑھا ہے۔ نواب صاحب سر آغا خاں کے ان الفاظ سے اتفاق کرتے ہیں۔ "کہ برٹش گورنمنٹ ان تمام حکومتوں سے بہتر ہے۔ جو غیر ملکی رعایا پر حکومت کرتی ہیں"۔ اور وہ رشید رضا کے ہم آہنگ ہو کر کہتے ہیں۔ "دنیا میں صرف مصر اور ہندوستان دو ایسے ملک ہیں۔ جہاں کے مسلمانوں کو تعلیم کے معاملہ میں کامل آزادی ہے"۔ پھر ان کا اپنا خیال ہے کہ برٹش گورنمنٹ کے زیر سایہ ہونا مسلمانوں کی خوش قسمتی ہے۔ جس پر وہ قابل مبارکباد ہیں۔ ہم سمجھتے ہیں۔ کہ خود علیگڈھ کالج خوش قسمت ہے۔ جس کے سکرٹری کی روش کوتاہ اندیشی پر مبنی نہیں۔ جو کالج کو سیاسیات کے اثر سے پاک رکھنا چاہتا ہے۔ اگر یہی وجہ خفگی ہو۔ تو نواب محمد اسحاق خاں قابل مبارکباد ہیں۔

انجمن خدام کعبہ

اگرچہ ہم حزب الاحرار کہلانے والے گروہ کی تیز کارروائیوں سے متفق نہیں۔ ہم کو کسی ایسی انجمن کے قیام کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی۔ جو مذہب کی آڑ میں سیاسی کام کرنا چاہے۔ اور خواہ مخواہ ایک وفادار اطاعت شعار رسیدھے سادھے فرقہ رعایا کو مورد شکوک و شبہات بنائے۔ اسی بنا پر ہم کو انجمن خدام کعبہ کے وجود پر اعتراض ہے۔ اور ہم ڈرتے ہیں۔ کہ کہیں اچھے نتائج پیدا کرنے کی بجائے غریب مسلمان قوم کے لئے یہ نئی تحریک موجب خطرہ و زیاں ثابت نہ ہو۔ تاہم یہ امر موجب مسرت ہے۔ کہ تعلیم یافتہ گروہ نے فرنگستان سے کعبہ کا رخ کیا ہے۔ اور اب اپنی تحریروں میں وقت کا اندازہ بتانے کے لئے فجر سے عشاء تک وغیرہ الفاظ استعمال کرنے لگے ہیں۔ کرزن فیشن کی جگہ ریش سے چہروں کو مزین کیا ہے۔ ولائت پہونچکر بھی نماز کا خیال رہتا ہے۔ اور مسٹر محمد علی جمعہ کے ادا کرنے کے لئے لنڈن سے چل کر ووکنگ تشریف لے جاتے ہیں۔ اور خدام کعبہ کے سکرٹری مسٹر شوکت علی صاحب کامریڈ میں فرماتے ہیں۔ "کہ ہماری خواہش صرف اپنے مذہب کو مضبوط و محصون کرنا ہے"۔ اگر انجمن خدام کعبہ کے پانچ ہزار ممبر مرد عورتیں ظاہری اسلام کے ہی پابند ہو جائیں۔ اور خدا کے گھر کی حفاظت کا خیال خود گھر والے کے سپرد کر کے اپنے اور اپنوں کے قلوب کی حفاظت کریں۔ تو ہم سمجھتے ہیں۔ بڑی خدمت ہوگی۔ اور خدا تعالیٰ مسلمان سے مسلمان بننے اور خادموں کو آسمانی مخدوم و امام کے پہچاننے کی توفیق دیگا۔

انجمن اتحاد و ترقی کی آیندہ روش

اگر صبح کا بھولا شام کو گھر آجائے - اگر مصائب و آلام کسی قوم کے لیئے تازیانہ عبرت ہو کر اسے اصلاح کیطرف مائل کریں - تو امید ہے ان مصائب دکھ اور تکالیف کا نعم البدل آئندہ ترقیات میں مل جانے کی امید ہوتی ہے - پس جہاں ہم یہ دیکھ کر خوش ہوتے ہیں - کہ یورپ کا متقلد گروہ اب ہندوستان میں ایک تغیر پیدا کر رہا ہے - وہاں ہمیں اس بات سے بھی خوشی ہوئی ہے - کہ واحد خود مختار اسلامی سلطنت کی برسر اقتدار جماعت نے بھی اپنی اصلاح شروع کر دی ہے چنانچہ انجمن اتحاد و ترقی کی سالانہ کانگرس کا جو اجلاس قسطنطنیہ میں ۱۸ ستمبر کو ہوا تھا اس میں معضلہ ذیل قابل ذکر تجویزیں پاس کی گئیں ۔

(۱) مسلمانوں کی زندگی کا طرز عمل اسلامی اصولوں کے مطابق ہونا چاہیئے - ہاں ضرورت زمانہ کا لحاظ بھی ناگزیر ہے - مدارس کی اصلاح کی جائے - اور علماء کی ایک انجمن بنائی جائے ۔

(۲) ہر علاقہ میں اسی زبان کو ترجیح دی جائے جو مقامی آبادی کا حصہ کثیر استعمال کرتا ہو ۔

(۳) مغربی تعلیم کو مدارج دیا جاوے لیکن آبا و اجداد کی خوبیوں کو خیرباد نہ کہا جائے ۔

(۴) آئندہ کے لئے انجمن اتحاد و ترقی صرف ایک سیاسی انجمن نہ ہے - اور جب یہ انجمن برسر حکومت ہو - تو اسکا میر مجلس ہی صدر اعظم ہوا کرے ۔

خدا کرے کہ استنبول کا راشی و شست حاکم اپنے لباس کی طرح طرز حکومت میں بھی تبدیل تغیر کرے - اور وہ دن قریب ہو کہ ترکوں کا طرز زندگی اسلامی اصولوں کے مطابق ہو ۔

گندی تقلید

جب اندھیرے میں کہیں کہیں روشنی کی جھلک دکھائی پڑتی ہے - اور انگریزی خواں گروہ کو اصلاح کرتے دیکھا جاتا ہے - تو خوشی ہوتی ہے - لیکن جب اصل تاریکی سے آنکھ کا سامنا ہوتا ہے اور یورپ کی گندی تقلید کے منظروں پر سے پردہ اٹھایا جاتا ہے - تو یہ مسرت مبدل بہ رنج ہو جاتی ہے - اور مسلمانوں کی غفلت ان کے اسراف ان کے گرے ہوئے اخلاق پر رونا آتا ہے - ابھی گذشتہ عید کا واقعہ ہے - کہ لنڈن میں نماز عید سے فارغ ہونے کے بعد نمازیوں کے سامنے چار خوبصورت لڑکیاں چند ناچنے کے لئے آگئیں جن کے لباس پر اسلامک سوسائٹی کا نشان تھا گویا کہ چند بیگم چڑھاوا ہے جو حسن کی دیویوں کے تشریف لانے پر

صرف قبولیت حاصل نہیں کر سکتا - ۱۸ اکتوبر کے کامریڈ میں اسلامک سوسائٹی کے اس جلسہ کی کیفیت درج ہے - جس میں لکھا ہے "پروفیسر عنایت حسین کے نعت گانے کے بعد مس چیری اور مس گارڈن نے بہت سے موزون و مناسب حال گیت سنائے - ان مسرف نعت پسند لوگوں کو نہ ابھی تک اپنی غفلت کی خبر ہے اور نہ اپنے غمخوار کی - اے مقلدان یورپ سنو - اور تلاش کرو - کہ کہنے والا کون ہے ؟ اور معلوم کرو کہ کون سے چور تمہارے نقد ایمان کو چرا رہے ہیں ؟

شب تاریک و بیم موج و گردابے چنیں غافل
کجا نیں غم روم یا رب نما خود دست قدرت را

رود بار انگلستان کے نیچے سرنگ

فرکو برٹش ٹنیول

کا پہلا اجلاس دو ہفتہ ہوئے لنڈن میں منعقد ہوا تھا - اس میں رود بار کے نیچے سرنگ نکالنے کی تجویز پیش ہوئی - اس تجویز کے موجدین نے کہا کہ انگلستان کو اس خشکی کے راستہ سے کوئی خوف نہیں - کیونکہ فرانس کے ساتھ عہد نامہ کیا جا سکتا ہے - کہ ڈوور کا اسٹیشن خشکی کے قلعوں کے ماتحت ہوگا - اور پھر ایسا انتظام ہو سکتا ہے - کہ جب چاہیں سرنگ میں پانی چھوڑ دیں - اور یہ ظاہر ہے - کہ اس پانی کے خشک کرنے کے لئے مہینے چاہئیں - اس فرضی خطرہ کے مقابل مفاد کا یہ حال ہے - کہ براعظم یورپ کے ۶۵ فیصدی مسافر اس راستہ سے آمد و رفت اختیار کریں گے - اور ایک کروڑ ساٹھ لاکھ پونڈ کے سرمایہ پر ۲۴ لاکھ بیس ہزار پونڈ کے سالانہ اخراجات کو وضع کرنے کے بعد خالص گیارہ لاکھ ۳۵ ہزار پونڈ سالانہ نفع ہوگا - سرنگ ۴ برس میں تیار ہو سکے گی -

کیلے اور ڈوور کا درمیانی خط سرنگ کی جگہ ہے

اور کل طول ڈوور سے کیلے تک ۳۱ میل ہوگا جس میں سے ۲۴ میل زیر آب ہوگا - یہ ہے یوروپین اقوام کی اولوالعزمی اور اسی میں ان کی ترقی کے راز مضمر ہیں - رود بار انگلستان اور سرنگ کا اصل مقام نقشہ میں دکھایا گیا ہے ۔

پرتگال کے شاہ پسند

ہم نے ۸ اکتوبر کی اشاعت میں زیر عنوان دنیا بہ امید قائم لکھا تھا جلاوطن شاہ پرتگال کی تقریب شادی پر دار الخلافہ یوریا کے تیجے اپنی شاہزادی کے لئے نعرہ ہائے شادمانی بلند کر رہے تھے - اور امید ظاہر کرتے تھے - کہ وہ دن آنیوالا ہے - جب ہماری شاہزادی ملکہ پرتگال بنیگی" پھر ہم نے گذشتہ اشاعت میں پرتگال کے شاہ پسندوں کے تحائف اور ایک شخص کی بمب سے ہلاکت کا ذکر کرتے ہوئے تحریر کیا تھا "شاہ مینوئل کی امیدیں بے بنیاد نہیں" ہمارا یہ قیاس درست نکلا - اور ریوٹر نے ہفتہ رواں میں خبر دی ہے کہ شاہ پسندوں نے پرتگال میں شورش برپا کر دی ہے - لوگوں کے ہجوم نے پولیس کے تھانوں اور جمہوری گارڈ کی چوکیوں پر حملہ کیا - بہت سے حملہ آور گرفتار ہوئے بقیہ بھاگ گئے حکام نے ایک جلسہ پر چھاپہ مار کر کسیقدر کشمکش کے بعد سب کو گرفتار کر لیا - اپرٹو تک ریلوے لائن توڑ ڈالی گئی تھی - اس کی اب مرمت ہوگئی ہے - ہمارا خیال ہے کہ پرتگال کی جمہوریت کو ابھی اور مشکلات کا سامنا کرنا باقی ہے - شاہ مینوئل کا شاہزادی آگستا کے رشتہ سے جرمنی کے ساتھ تعلق ہوگیا ہے - اور جرمنی پرتگال کی نوآبادیوں پر آنکھ رکھتی ہے ۔

سود کا اثر

جب سے پیپلز بنک اور امرتسر بنک نے کام بند کیا ہے اسدن سے کئی بنک دیوالہ نکال چکے اور کئی کا لین دین بند ہو چکی ہیں - کراچی میں اب تک قریباً ایک درجن دوکاندار دیوالہ نکال چکے ہیں - سب سے آخری دیوالہ تارا چند چیلا رام تاجران گیہوں و روئی نے نکالا ہے - کاروبار کی حالت ابتر ہے - لوگوں میں پریشانی ہے - یہ سب سود خواری کا اثر ہے - اگر بیع ہوتی تو اس کے نقصان کا اثر صرف ایک شخص تک محدود ہوتا - اتنے آدمی تباہ نہ ہوتے یہی وجہ ہے کہ اسلام نے بیع کو حلال اور سود کو حرام ٹھیرایا ہے ۔

البانیہ میں کیوں شورش ہے

مغربی سیاست کا نہائت

تاریک اور خونی پہلو خفیہ ریشہ دوانیاں ہیں - بلقان میں اسی کے طفیل خون کی ندیاں بہیں یمن اور مسقط کی بغاوتیں چین کی گذشتہ شورش یورپ کی طاقتوں اور جاپان کے حولہ بالا طرز عمل کا نتیجہ تھیں ۔

اور اب اگر البانیہ میں دوبارہ شورش ہے - اور آسٹریا کو اعلان جنگ دینے کی نوبت آئی ہے - تو یہ سرویا اور یونان کی خفیہ فتنہ پردازیاں ہیں یونانیوں اور سرویوں دونوں نے اپنی اپنی سرحد پر عمداً اشتعال دلانے والے افعال کا ارتکاب کیا - اور ریاست مانٹینیگرو بھی البانیوں پر ظلم و ستم کرنے میں پیچھے نہ رہی آخر یہ کوششیں رنگ لائیں اور اس تمام اشتعال کا نتیجہ البانیوں کے حملے سرویا کی فوجی تیاریوں البانیوں کی شکست اور ارتداد یعنی مسلمان البانیوں کے مزید کشت و خون کی صورت میں نمودار ہوا - لیکن چاہ کن را چاہ در پیش سرویا کو آسٹریا اور جرمنی نے آنکھیں دکھائیں - اور اسے مجبوراً اپنی افواج البانیہ سے ہٹانی پڑی ہیں ۔

اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ

الاسلام

فرقانِ الٰہی

دُنیا ایک عجیب میدانِ جنگ ہے یہاں پر مذاہب ایک دوسرے پر چڑھائی کرتے۔ اور خصوصاً آجکل جسکے متعلق قرآن شریف نے پیشگوئی فرمائی تھی کہ جب آخری زمانہ آئیگا تو تمام دنیا کے مذاہب جو اسوقت مستور بیٹھے اپنے منہ سے نقاب اتار دینگے اور سب دُنیا کے سامنے اپنے آپکو پیش کرینگے وترکنا بعضھم یومئذ یموج فی بعض ونفخ فی الصور فجمعناھم جمعا۔ ایک زمانہ آتا ہے کہ اسوقت ایک دوسرے میں موج مارے گا۔ اور بگل پھونکا جاوے گا۔ اور ہم تمام کو اکٹھا کر دینگے یہ پیشگوئی آجکل پوری ہو رہی ہے اور بالخصوص ہندوستان کی سرزمین میں کیونکہ یہ زمین بہت سے مذاہب کا مجموعہ ہے اور یہاں تمام مذاہب کو کامل آزادی حاصل ہے کہ جس طرح چاہیں وہ اپنے مذہب کی رسوم ادا کریں کسی قسم کی روک ٹوک نہیں ہے اور یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے اپنے مامور کو اس سرزمین ہند میں مبعوث فرمایا اور اسکے ذریعہ سے ایک قرنا پھونکا گیا۔ اور ایک معتدبہ تعداد اس کے پاس جمع ہو گئی۔ جیسا کہ اس کو مخاطب کر کے اللہ جلشانہٗ نے فرمایا تھا کہ میں تہیں ایک جماعت عطا کرونگا۔ اور یہ ضروری تھا کہ مسیح موعود ہندمیں آتا۔ کیونکہ یہاں قریبًا تمام مذاہب پائے جاتے ہیں اور مسیح موعود علیہ السلام کا کام یہ ازل سے مقرر ہو چکا تھا کہ وہ دین اسلام کو تمام ادیان پر غالب اور برتر ثابت کرے۔ ھوالذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ ولو کرہ المشرکون۔ اللہ وہ ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ دُنیا میں بھیجا تا کہ اس کو تمام دینوں پر غالب کر دے اور چاہے مشرک اسکو ناپسند ہی کریں +

تمام مذاہب ادعا کا وعدہ دیتے ہیں

اگر ہم مذاہب عالم کا غور سے مطالعہ کریں تو ہم پر واضح ہو جائیگا کہ ہر اہل مذہب اسی سعی اور کوشش میں ہے کہ وہ دوسرے مذاہب سے اپنے آپ کو فائق اور غالب اور اعلیٰ ثابت کرے۔ اس غرض کے حصول کے لئے ہر مذہب نے بہت سے وسائل اختراع اور ایجاد کئے ہیں مگر یہ بالکل صحیح بات ہے کہ سوائے اسلام کے کسی مذہب کے پاس کوئی ایسا بین ثبوت نہیں ہے جسکو وہ اسی جہان میں دکھا سکے۔ اگر یہ کہا جاوے کہ آخرت میں ہمیں مذہب کے شیریں نتائج اور ثمرات عطا ہونگے تو یہ دعویٰ کسی خاص مذہب کی صداقت کی دلیل نہیں ہو سکتا کیونکہ یہ دعویٰ قریبًا تمام مذاہب بلند آواز سے کرتے ہیں۔ تمام مذاہب اُدھار کا وعدہ دیتے ہیں۔ صرف اسلام ہی ایسا مذہب ہے جو اسی دُنیا میں اپنی سچائی کی مضبوط دلیل دُنیا کے آگے پیش کرتا ہے چنانچہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے یاایھا الذین اٰمنوا ان تتقوا اللہ یجعل لکم فرقانا ویکفر عنکم سیاٰتکم ویغفر لکم واللہ ذوالفضل العظیم اے ایمان والو اگر تم اتقا اختیار کرو گے اور اوامر الٰہی پر قدم صدق سے مارو گے تو اللہ تم کو ایک ایسا امتیاز عطا کرے گا جو کسی اور اہل مذہب میں ہرگز نہ ہو گا۔ اور تم سے تمہاری خطائیں دُور کر دیگا اور تمکو مغفرت عطا کرے گا اور اللہ بڑے فضل والا ہے کیا ہی یہ عجیب آیت ہے ہم چیلنج دیتے ہیں کہ کوئی ایسا دعویٰ ہی اپنی کتاب میں سے دکھائے اور پھر اس کا نمونہ موجودہ زمانہ میں بتائے۔ سب سے بڑی نعمت اللہ تعالیٰ سے ہمکلام ہونا تھا۔ سو اس سے تمام مذاہب سوائے احمدی مذہب کے منکر ہو گئے ہیں اور انکار کی صرف یہی وجہ ہے کہ یہ بات انہیں اسوقت مفقود ہے کوئی بات بتائے کہ اسکے مذہب کی حفاظت کے لئے اللہ تعالےٰ کیطرف سے فلاں شخص مامور ہو کر آیا۔ یہ صرف اسلام میں ہے اور یہ خصوصیت اسی میں رہے گی۔ یہ ایک ایسا زبردست امتیاز اسلام کو حاصل ہے جو کسی مذہب کو نصیب نہیں مگر ابتدا ہر ایک مسلمان کو حاصل نہیں ہو سکتا کیونکہ یہ مشروط بشرائط ہے فرمایا اے ایمان والو اگر تم وہ تقویٰ اختیار کرو گے جو اللہ تعالےٰ نے بتایا ہے تو پھر تم کو یہ فرقان عطا کیا جاوے گا اور اگر تمام دُنیا بھی تمہاری مخالف ہو جاوے وہ تمہارا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکے گی۔ اللہ بڑے فضل والا ہے اسکے فضل کی راہیں اور دروازے ہر وقت کھلے ہیں ابھی بند نہیں ہوئے۔ شرط یہ ہے کہ کوشش اور دعا کیجئے ہو۔ والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا وان اللہ لمع المحسنین۔ اور وہ لوگ جو ہم میں ہو کر کوشش کرتے ہیں ہم انکو اپنی راہیں ضرور دکھا دینگے اور اللہ تعالےٰ ضرور محسنوں کا ساتھ دیگا اب ہمیں کوئی اہل مذہب بتاوے کہ انہیں ایسا شخص موجود ہے جسکو معیت الٰہی حاصل ہوگئی ہے دُنیا میں سوائے اسلام کے کسی اور مذہب میں ایسا فرد بشر تلاش کرنا عبث اور محض وقت کا کھونا ہے کیونکہ خدا قدوس ہے اس کا تعلق پاکوں کے ساتھ ہوتا ہے ظاہر ہے کہ شرک ایک نجس چیز ہے اور تمام مذاہب باطلہ شرک کا آماجگاہ ہیں انما المشرکون نجس۔ تمام مشرک پلید ہیں پس خدائے قدوس کی معیت سوائے اسلام کی تعلیم پر چلنے کے حاصل نہیں ہوگی اور یہ امتیاز اسلام کو تمام مذاہب عالم میں حاصل ہے +

اللہ تعالیٰ کی عجیب شان ہے کہ قرآن کریم میں ہر دعویٰ کی دلیل بیان فرماتا ہے اور پھر بطور سمجھانے کے اس کا نمونہ بھی ہمیں دکھا دیتا ہے تاکہ یہ نہ سمجھا جاوے کہ یہ تعلیم ناممکن العمل ہے اور اس پر کوئی عمل کر ہی نہیں سکتا۔ اس لئے اللہ تعالےٰ نے ساتھ ہی اس آیت کریمہ میں فرقان الٰہی عطا ہونے کی دلیل بتائی اور پھر اسکی مثال دی کہ یہ فرقان ہم نے فلاں شخص کو عطا فرمایا تھا کیونکہ وہ متقی تھا جیسا فرمایا کہ اللہ ذوالفضل العظیم ہے ایسا گمان کرنا کہ وہ پہلے راستباز اور صادق پیدا کر تا تھا پہلے رشی منی اور نبی اور خدا کے فرستادہ اور پیارے آیا کرتے تھے۔ اور اب نہیں آسکتے محض خدا تعالیٰ پر بدظنی ہے ذالکم ظنکم الذی ظننتم بربکم اردٰکم فاصبحتم من الخاسرین۔ یہ بدگمانی جو تم نے اپنے رب کے ساتھ کی ہے اس نے تمکو تباہ کر دیا۔ اور تم خسارہ پانیوالے ہو گئے۔ رب کا لفظ فرمایا۔ وہ تو ہماری ہر وقت ربوبیت فرمارہا ہے اور اگر اسکی ربوبیت کا سلسلہ ایک سیکنڈ کے لئے بھی بند ہو جائے تو تمام دنیا کا قصہ تمام ہو جاوے۔ رب کے متعلق ایسا گمان کرنا کہ اسنے ہماری روحانی ترقی کے لئے اب راہیں بالکل بند کر دی ہیں سخت بدبختی کی علامت ہے۔ اسلام کے سوا تمام مذاہب نے یہ بدگمانی رب العٰلمین پر کی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اب انہیں کوئی ایسا بشر پیدا ہی نہیں ہوتا جو خدا سے ہمکلامی کا شرف حاصل کرے۔ انی عند ظن عبدی بی۔ اور اس آیت کے آگے اسکی مثال بیان فرمائی ہے واذ یمکربک الذین کفروا لیثبتوک او یقتلوک او یخرجوک ویمکرون ویمکر اللہ واللہ خیر الماکرین۔ اور جب کافر تیرے برخلاف تدبیر کر رہے تھے کہ تجھ کو قید کر دیں یا تجھ کو قتل کر دیں یا تجھ کو نکال دیں اور وہ تدبیریں کر رہے تھے۔ اور اللہ بھی تدبیر کر رہا تھا اور اللہ سب سے بہتر تدبیر کرنیوالا ہے اب سوچنے کا مقام ہے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم بالکل تن تنہا تھے بیکس تھے کوئی زر پاس بھی نہ تھا۔ مگر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے تقویٰ الٰہی پر قدم صدق سے مارا تھا۔ اور تمام دُنیا آپ کے مخالف تھی گروہ متقی نہ تھی۔ تمام عرب آپکے مقابل میں متحد اور متفق تھا اور سب نے ناخنوں تک زور لگایا مگر آپ کا کچھ بگاڑ نہ سکے کیا یہ آپکو فرقان اور امتیاز نہیں عطا ہوا تھا کیا یہ ایک عظیم الشان نشان نہیں ہے تمام قوم مشورہ کرتی ہے کہ انکو قتل کر دیا جاوے۔ اور قاتل کے لئے انعام مقرر کرتی ہے اور اس میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کرتی مگر دیکھو کیا ہوا۔ یوم الفرقان میں تمام مدبران قوم ذکاٹ دیئے گئے فقطع دابر القوم الذین ظلموا والحمد للہ رب العٰلمین شریروں کی تدبیر کاٹ دیئے گئے سب تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں جو کہ جہاں کا پرورش کرنیوالا ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالےٰ نے عرب جیسے اکھڑ ملک میں قتل نہیں ہونے دیا۔ وہ کیا بات تھی وہ اسلام پر چلنے کی برکت تھی وہ تقوےٰ تھا جو کہ اسلام کی وجہ سے آپکو عطا ہوا تھا پس اسلام کے بعد کوئی ایسا مذہب نہیں ہے جسکی تعلیم پر چلکر انسان الٰہی معیت حاصل کر سکے اور اسکو دیگر مذاہب سے امتیاز حاصل ہو جائے۔ ومن یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منہ وھو فی الاٰخرۃ من الخاسرین۔ جو کوئی اسلام کے سوا کوئی اور مذہب ڈھونڈے وہ اس سے ہرگز قبول نہیں کیا جاوے گا اور وہ انجام میں سخت نقصان میں رہے گا۔ یہ صرف دعویٰ ہی نہیں ہے بلکہ حقیقت الامر یہی ہے کہ کوئی مذہب ایسا ہی نہیں جو کسی کو مقبول الٰہی بنا سکے۔ واقعی مذہب اسلام ہی اللہ کے نزدیک ایک سچا مذہب ہے۔ ان الدین عند اللہ الاسلام +

تصدیق المسیح

کسر صلیب

اللہ تعالیٰ نے سورۃ فاتحہ میں فرمایا ہے کہ اس امت میں بعض ایسے افراد پیدا ہونے والے ہیں جو کہ نبی صدیق شہید اور صالح ہونگے اس میں کسی کو کلام نہیں۔ کہ صالحین اسی امت میں بفضل اللہ بکثرت ہوئے ہیں۔ اور آئندہ انشاء اللہ ہوتے رہیں گے۔ اور شہید بھی ہزاروں ہوئے ہیں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ السلام کو نبی کے لقب سے موسوم کیا ہے۔ صحیح مسلم میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو نبی اللہ کر کے پکارا گیا ہے۔ اور یہ ضروری بات تھی۔ کہ کوئی امت مرحومہ میں بھی نبی ہوتا۔ ورنہ یہ خیر امت کسی معنے میں بھی نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ یہ امت جس امت کی مثیل قرار دی گئی ہے۔ اس میں بہت سے نبی اور رسول ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر ہے۔ کہ اس نے محض اپنے فضل و کرم سے اس امت مرحومہ میں مسیح موعود ہونے کی پیشگوئی پہلے سے ہی سورۃ فاتحہ میں بیان فرمادی تھی۔ ورنہ ہمیں سمجھ نہیں آتا۔ کہ کس طرح مسلمان حضرت عیسیٰ رسولاً الی بنی اسرائیل علیہ السلام کی مخالفت کر سکتے تھے۔ اور یہودی بن سکتے تھے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمادیا تھا۔ کہ تم بالکل یہودی بن جاؤ گے۔ اور ان کے کام تمہارے کام ہو جائیں گے۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ کوئی مسیح موعود ہم میں پیدا ہونیوالا تھا۔ جس کے مخالفوں کو یہودی کہا گیا اگر نام کے مسلمان امت محمدیہ میں داخل ہوں گے۔ اس موعود کا بڑا کام یہ بتایا گیا ہے۔ کہ وہ دجالی فتنہ کا مقابلہ کریگا۔ اور جہانتک اس کی کوشش ہے وہ اسی میں صرف کر دیگا۔ کیونکہ دجال آخری زمانے میں بڑی قوت اور سطوت کے ساتھ دنیا میں خروج کریگا۔ اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کو دیکھا۔ کہ ایک آدمی گندم گوں سیدھے بالوں والا اس کے پیچھے طواف کر رہا ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے خواب میں دریافت فرمایا۔ یہ کون ہے۔ آپ کو کہا گیا۔ کہ یہ مسیح ابن مریم ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی رؤیا سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ دجال چوروں اور ڈاکوؤں کی طرح تخریب اسلام کے لئے سخت جدوجہد کر رہا ہے اور اسلام کے بچاؤ کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام دجال کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں۔ دجال کو المسیح الدجال فرمایا ہے۔ اور اس کے مخالف کو مسیح ابن مریم فرمایا ہے۔ مگر ساتھ ہی جلد بتا دیا ہے۔ کہ وہ التباس جو لوگوں کو پڑ سکتا تھا۔ بالکل رفع ہو جائے۔ اور لوگ غلطی سے بنی اسرائیل کے رسول کو نہ سمجھ لیں۔ کہ وہی رسول مراد ہے

چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ مگر پیشگوئی کے معنے قبل از وقت سمجھنے بہت ہی مشکل ہوتے ہیں۔ اور جب پیشگوئی واقع ہو جاتی ہے۔ اس وقت اس کا انکشاف خود بتا دیتا ہے۔ کہ واقعی یہ معنے تھے۔ اور اس کے سوا باقی معنے بالکل غلط تھے۔ اب جبکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام تشریف لے آئے ہیں۔ اور آنے کے ساتھ پیشگوئی کا بالکل اتم طور سے انکشاف ہو گیا ہے۔ تو اب کسی کا حق نہیں ہے۔ کہ حکم عدل کے سامنے کسی اور مولوی یا عالم کا فتویٰ پیش کرے۔ ہاں البتہ تمام وہ نشان جو کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کے ذات والا صفات کے ساتھ مخصوص فرمائے تھے۔ وہ دیکھے آیا ان کے وجود باوجود کے ساتھ پورے ہوتے ہیں یا نہیں۔ آنحضرت صلعم نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک یہ نشان مقرر فرمایا تھا۔ کہ وہ کسر صلیب کریگا۔ اور کسر صلیب سے یہ مراد نہیں ہے کہ وہ لکڑی یا کسی دھات کی صلیب کو توڑتا پھریگا۔ بلکہ کسر صلیب سے یہ مراد ہے۔ کہ وہ صلیبی عقیدہ کو پاش پاش کر دیگا۔ اور صلیبی مذہب دلائل قطعیہ یقینیہ کے ساتھ توڑ دیا جائیگا۔ اور وہ اسلام کے مقابلہ میں پھر کبھی سر نہیں اٹھا سکیگا۔ اور کون نہیں جانتا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے احمدی جماعت سے صلیب کے معتقد ایسے بھاگتے ہیں۔ کہ ان کے سامنے وہ بات تک کرنا پسند ہی نہیں کرتے۔ فمالھم عن التذکرۃ معرضین کانھم حمر مستنفرۃ۔ فرت من قسورۃ۔ انہیں کیا ہوا ہے۔ کہ تذکرہ سے اعراض کرتے ہیں۔ گویا کہ وہ گورخر ہیں۔ جو شیر سے بھاگے ہیں۔ کوئی صلیب پرست احمدی کے مقابلہ میں نہیں جم سکتا کیونکہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے خود اپنی رؤیا میں دجال کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے آگے آگے پھرتا دیکھا ہے۔ اور مسیح اس کے پیچھے لگا ہوا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ماننے والے کبھی بھی صلیبی معتقد کے آگے زیر نہیں ہو سکتے۔ حضرت اقدس علیہ السلام نے صلیبی عقیدے کے پاش پاش کرنے کے لئے ایسے ایسے اصول قائم فرمائے ہیں۔ کہ جن کو توڑنا بالکل محال ہے۔ مثلاً عیسائیوں کا یہ ماننا کہ نعوذ باللہ حضرت مسیح علیہ السلام ملعون ہوئے۔ اور تین دن تک زندان لعنت میں گرفتار رہے۔ یہ ان کا عقیدہ ایسا خطرناک ہے۔ جس کی کوئی حد نہیں۔ اور حضور علیہ السلام نے اسکو ثابت کر دیا ہے۔ کہ لعنت عبری اور عربی زبانوں میں ایسا سخت لفظ واقع ہوا ہے۔ کہ جس کے معنے ہیں۔ خدا سے دور ہونا اور خدا اس کو دور کرتا ہے جو خدا کا سخت دشمن ہو جاوے۔ اور خدا اس کا سخت دشمن ہو جاوے۔ کوئی عقلمند تجویز کر سکتا ہے۔ کہ نعوذ باللہ حضرت مسیح علیہ السلام ایک منٹ کے لئے خدا سے دور ہو گئے تھے۔ اور خدا ان سے دور ہو گیا تھا۔ وہ خدا کے دشمن ہو گئے تھے۔ اور خدا ان کا دشمن بن گیا تھا۔ ہمارے قرآن کریم کا عیسائیوں پر بڑا بھاری احسان اور قرضہ ہے۔ مگر یہ شکر نہیں کرتے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ بل رفعہ اللہ الیہ

اللہ تعالیٰ نے انکو لعنتی موت سے بچا لیا۔ اور صلیب پر وہ نہیں مرے۔ بلکہ خدا تعالیٰ نے خود انکی روح قبض کی۔ جیسا کہ فلما توفیتنی میں خود مسیح کا اقرار ہے۔ اور اسے اپنا مقرب بنایا۔ چنانچہ فرمایا گیا ہے۔ وجیھا فی الدنیا والاخرۃ ومن المقربین۔ دنیا اور آخرۃ میں وہ معزز ہے۔ اور خدا کے مقربوں میں سے ہے۔

دوسرا حربہ جو عیسائیت کے برخلاف حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے نکالا ہے۔ وہ بڑا زبردست حربہ ہے۔ اس کا مقابلہ وہ ہرگز نہیں کر سکتے۔ قرآن کریم کی آیات سے ثابت کر دیا ہے۔ کہ حضرت مسیح ابن مریم علیہ السلام طبعی موت سے مر گئے ہیں۔ اور ان کی قبر تک کا پتہ بتلا دیا ہے۔ عیسائیوں کو یہانتک تو اتفاق ہے۔ کہ جو قبر محلہ خانیار سری نگر میں ہے۔ وہ کسی حواری کی قبر ہے۔ مگر انہیں بہت مشکل پیش آجاتی ہے۔ جب وہ یہ ثابت نہیں کر سکتے۔ کہ کسی حواری نے کبھی شاہزادے کے لقب سے عزت حاصل کی ہو۔ آپ انشاء اللہ کسی یورپین کو خدا نے توجہ دیدی تو دنیا پر ظاہر ہو جائیگا۔ کہ مسیح علیہ السلام زیر زمین سو رہے ہیں۔ نہ کہ آسمان پر خدا کے دائیں ہاتھ بیٹھے ہیں۔

اسی کسر صلیب کی وجہ سے آپ کا نام ابن مریم رکھا گیا ہے۔ چنانچہ انہوں نے خود فرمایا ہے۔

چوں مرا نورے پئے قوم مسیحی دادہ اند
مصلحت را ابن مریم نام من بنہادہ اند

حضرت اقدس علیہ السلام نے بنفس نفیس خود بمقام امرتسر عبداللہ آتھم کے ساتھ صلیبی عقیدہ کے ابطال میں قریباً ۱۵ روز تک مباحثہ اور مناظرہ کیا اور اس مباحثہ کے لئے ایک ایسا زرین اصول مقرر فرمایا۔ کہ جس سے نہ صرف کسر صلیب ہوئی ہے۔ بلکہ تمام مذاہب باطلہ کا ستیاناس ہو جاتا ہے۔ آپنے اس میں یہ اصول بیان فرمایا ہے۔ کہ جو کوئی کسی مذہب کا پیرو ہو اس پر واجب اور لازم ہے۔ کہ وہ اپنے تمام دعاوی اور ان کے ثبوت اپنی الہامی کتاب سے پیش کرے۔ جس کی وکالت میں وہ کھڑا ہوا ہے اور اپنی طرف سے کچھ نہ کہے۔ یہ ایسا زبردست اصول تھا جس کے سامنے آتھم بالکل نہیں چلسکا۔ آپ نے قرآن کریم سے عدم الوہیت مسیح کا دعویٰ بھی پیش کیا۔ اور اس کے دلائل بھی قرآن کریم سے پیش کئے۔ اس کے مقابلہ میں عبداللہ آتھم سے کچھ نہیں بن پڑا مثل مشہور ہے ڈوبتے کو تنکے کا سہارا۔ ادہر ادہر ہاتھ مارتا رہا۔ اور کچھ پیش نہیں کر سکا۔ کہ انجیل میں حضرت مسیح نے الوہیت مسیح کا دعویٰ کیا ہے۔ اور اس کے یہ اور یہ دلائل ہیں۔ یہ ایسا اصول ہے۔ کہ سوائے قرآن کریم کے کسی اور کتاب میں تلاش کرنا محض عبث اور وقت کو ضائع کرنا ہے۔ کیونکہ پہلے کتب الہیہ مختص الزمان اور مختص القوم ہوتی تھیں۔ اور صرف قرآن کریم کو یہ حق حاصل ہے۔ کہ تمام جہان کے لئے ہدایت نور شفاء اور رحمت ہے۔

امر بالمعروف

تمباکو کا استعمال

مومن اور پھر لغو کام۔ نہیں یہ نہیں ہو سکتا۔ جو لوگ خدا تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہوں۔ اور اس کے رسول پر انہیں یقین ہو۔ یوم آخر کو مانتے ہوں۔ بعث بعد الموت کے قائل ہوں۔ وہ لغویات میں مبتلا ہوں۔ میرا تو وہم بھی اس کی اجازت نہیں دیتا۔ پھر لغو بھی کیسا جس میں روپیہ خرچ ہو۔ اسراف ہو۔ مفت کی سر دردی ہو اوقات ضائع ہوں۔ صحت کو نقصان پہنچے۔

اس وقت دنیا میں جسقدر تمباکو کا رواج ہے۔ اور کسی چیز کا نہیں۔ سب دنیا روٹی کھاتی ہے۔ کیونکہ وہ مجبور ہے۔ بغیر کھائے کے زندگی محال ہے۔ سب دنیا پانی پیتی ہے۔ کیونکہ اس کے بغیر حیات کا قیام ناممکن ہے۔ سب دنیا کے لوگ کپڑے پہنتے ہیں۔ کہ اس سے ستر کی حفاظت اور شہوتوں کا انسداد ہوتا ہے۔ گھر بنائے جاتے ہیں۔ کیونکہ ان سے آفات ارضی و سماوی سے نجات ہوتی ہے۔ اور مختلف قسم کے دشمنوں کے حملوں سے انسانکو بچاتے ہیں۔ مگر سب دنیا تمباکو کیوں پیتی ہے اس کا کیا فائدہ ہے۔ اس کی کیا غرض جسقدر اعمال انسانوں میں مشترک ہیں۔ انکی وجہ اشتراک حاجات ہے۔ چونکہ ایک ہی قسم کی حاجتیں پیدا ہوتی ہیں۔ ایک ہی قسم کے سامان مہیا کئے جاتے ہیں۔ جن سے ان حاجات کو پورا کیا جائے۔ مگر وہ کونسی ضرورت تھی۔ کونسی کمی تھی۔ جس کے پورا کرنے کے لئے تمباکو کو رواج دیا گیا۔ کیا دنیا اس کے بغیر زندہ نہ رہ سکتی تھی۔ یا اس کے استعمال کے بغیر تہذیب و شائستگی کے رواج کو کوئی صدمہ پہنچتا تھا کیا اس کے استعمال سے انسانی صحت مضبوط ہو گئی۔ یا اس نے بیماریوں کی جڑ کو اکھاڑ کر پھینکدیا ہے۔ آخر کیا بات ہے۔ کہ جس طرح ضروریات زندگی میں کل دنیا کے لوگ متفق ہیں۔ اسی طرح قریباً دنیا کی آبادی کا اکثر حصہ تمباکو نوشی میں مشغول ہے۔ یہ اتفاق کیوں ہے۔ اور کیا اس کی وجہ سوائے اس کے کچھ اور بھی ہے۔ کہ بھیڑ چال اور اندھا دھند تقلید کا مادہ لوگوں میں زیادہ ہے تمباکو کی دریافت کو ابھی چھ سو سال بھی نہیں ہوئے۔ لیکن یہ دنیا کی سب اشیاء سے زیادہ دنیا بھر میں رائج ہو گیا ہے۔ ہر ملک و قوم کے لوگ کسی نہ کسی رنگ میں اسکا استعمال کرتے ہیں۔ کوئی نسوار کے ذریعہ اپنا روپیہ خرچ کرتا ہے۔ کوئی پان میں ڈال کر پتھل پر پانی پھیرتا ہے۔ کوئی حقہ کے ذریعہ اپنی دولت اڑاتا ہے کوئی سگرٹ یا سگار میں اپنا اندوختہ جلا کر خاک کرتا ہے۔ غرض کہ اس کثرت سے تمباکو کا استعمال دنیا میں ہوتا ہے۔ کہ حیرت آتی ہے۔

اچھا بھلا آزاد آدمی جسے خدا نے بالکل حر پیدا کیا تھا۔ اپنے آپکو تمباکو کی غلامی میں سپرد کر دے۔ تو کیسے تعجب کی بات ہے صبح اٹھے اور لگے سگرٹ اور سگار اڑانے حقے پینے۔ خدا کا نام لینے سے پہلے اس بدبودار نجاست کو اپنے منہ میں لگا لیتے ہیں۔ اور پھر غضب یہ ہے۔ کہ صحت کو نقصان پہنچتا ہے روپیہ ضائع ہوتا ہے۔ مگر بجائے مذمت کے تمباکو کی تعریفیں کی جاتی ہیں۔

ذرہ اس نقشہ کو اپنے دل میں کھینچو تو سہی۔ کہ ہر وقت ایک لمبی نالی پکڑے ہوئے پھر رہے ہیں۔ اور منہ میں ایک لمبا سانس کھینچکر ناک یا منہ سے دھواں باہر نکالدیتے ہیں۔ کیا یہ فعل بھی کوئی ایسا فعل ہے جس کے لئے روپیہ اور وقت ضائع کیا جائے حقہ نوشوں کو دیکھا ہے۔ دن کا ایک حصہ ان کا حقہ تیار کرنے پر خرچ ہوتا ہے۔ بھلا جو دن میں پانچ چھ دفعہ (جو اندازہ بہت کم ہے) حقہ بھرنے میں لگائیگا۔ اور اسے بیٹھ کر پئیگا۔ اسے دین کی طرف متوجہ ہونیکا موقعہ کب ملیگا۔ زمیندار ہمارے ملک میں بہت جاہل ہوتے ہیں۔ اور دین سے بالکل ناواقف لیکن اس کی وجہ یہی ہے کہ وہ دین کے سیکھنے پر وقت نہیں خرچ کرتے۔ اور جب انہیں کہا جائے۔ کہ دین سیکھو۔ تو جواب دیتے ہیں۔ کہ وقت نہیں لیکن اگر وہ حقہ نوشی کی عادت چھوڑ کر وہ وقت جو اس فضولی سے بچ جائے۔ دین کے سیکھنے پر لگائیں۔ تو چند سالوں میں بہت کچھ بڑھ جائیں جسطرح کسان حقہ بھر کر اپنے ہاتھ میں پکڑ لیتے ہیں اور ہل کے پیچھے پیچھے چلتے رہتے ہیں۔ اسی طرح اگر قرآن شریف کا ایک دو ورق ہاتھ میں لیکر پھرتے رہیں۔ تو ترجمہ تو الگ رہا۔ چند سالوں میں قرآن کریم کو حفظ اور دین کے بہت سے مسائل سے واقف ہو جائیں۔ مگر اسطرف انہیں کچھ توجہ نہیں۔ سارا دن حقہ کی نال منہ میں ہے۔ دھواں منہ اور ناک دونوں جگہ سے نکل رہا ہے۔ اور اپنے کام میں مشغول ہیں۔

وقت کی تضیع کے علاوہ روپیہ کا بڑا خرچ ہوتا ہے۔ غریب مزدور جو دن بھر میں بمشکل پانچ چھ آنے کماتا ہے۔ وہ اس سے ایک پیسہ روزانہ تمباکو پر خرچ کر دیتا اور اسطرح اس پر ۸ ماہوار کا بغاوہ ٹیکس لگتا رہتا ہے۔ جو زکواۃ سے قریب دگنا ہوتا ہے کیونکہ زکواۃ غنی پر چالیسویں حصہ کے حساب سے سال کے گذرنے پر لگتی ہے۔ لیکن تمباکو کا ٹیکس ایسے غریبوں پر بھی لگتا ہے۔ جو کھانا تک پیٹ بھر کر نہیں کھا سکتے۔ اور پھر قریباً آمدنی کا بیسواں حصہ اسپر خرچ کر دیتے ہیں۔ اور اسطرح خدا تعالیٰ نے امرا پر جو زکواۃ مقرر کی ہے اس سے دگنا ٹیکس غربا اپنی مرضی سے ادا کرتے ہیں۔ اور کیسے ادا کرتے ہیں۔ کیا سرکاری اعمال کو جو ایسے سڑکوں۔ نہروں شفاخانوں اور پولیس پر خرچ کریں۔ یا عاشر کو جو ایسے غربا فقراء یا جون بیکاروں ناداروں مسکینوں۔ یتیموں اور بیواؤں کی حاجت پر خرچ کرے نہیں بلکہ یہ ٹیکس تمباکو بیچنے والے کو ادا کیا جاتا ہے۔ اور اس کے بدلہ ہوا میں چند سانس دھویں سے بھرے ہوئے چھوڑ دیئے جاتے ہیں۔

اگر غربا اپنا وقت اور روپیہ اسطرح خرچ کر دیتے ہیں۔ تو امراء بھی اس سے محفوظ نہیں وہ اگر اس تمباکو پر کفایت کرتے۔ تو بھی ایک قلیل رقم مقام اسراف میں خرچ ہو جاتی۔ لیکن وہ اس پر کہاں بس کرنیوالے تھے۔ انمیں سے جنہیں حقہ کی عادت تھی۔ انہوں نے عام تمباکو کو بدبودار پا کر اعلیٰ سے اعلیٰ تمباکو تیار کروانے شروع کئے۔ اور تمباکو میں مشک و زعفران پڑنے لگا۔ اور اس طرح اپنے اموال کو انہوں نے بھی ہوا میں اڑا دیا جنہوں نے حقہ کو متروک و خلاف فیشن سمجھا وہ سگرٹ اور سگار کی طرف متوجہ ہوئے۔ اور اگر غربا پانچ چھ پیسہ کی ایک ڈبیہ خرید کر اپنی حماقت کا اظہار کرتے تھے۔ تو انہوں نے بجیشن سگرٹ اور ٹرکش ٹوبیکو کے ذریعہ اپنی بیوقوفی کا ثبوت دینا شروع کیا۔

کیا کوئی گن سکتا ہے۔ کہ تمباکو ہندوستان میں کسقدر لوگ استعمال کرتے ہیں۔ قریباً سب کے سب زمیندار اس مرض میں گرفتار ہیں انکی عورتیں بھی ان کے ساتھ شریک ہیں۔ گاؤں میں جب عام اجتماع کی جگہ پر زمیندار اکٹھے ہوتے ہیں تو ان کا شغل ہی یہ ہوتا ہے۔ کہ حقہ بھر کر بیچ میں رکھ لیا۔ ادہر ادہر کی بکواس شروع کر دی۔

بڑے تو الگ رہے بچوں کو بھی یہ عادت ڈلوائی جاتی ہے۔ اور سات آٹھ سال کے بچے اکثر گاؤں میں سے ایک چھوٹا سا حقہ لگائے ہوئے جانوروں کے پیچھے دوڑتے پھرتے نظر آتے ہیں۔ گویا ایک ننھی سی جان کے ساتھ ایک دیو ہیکل جونک لگا دیا جاتا ہے۔ جو اس کی صحت کے قیمتی جوہروں کو چپکے چپکے سے نہیں بلکہ بڑبڑاتے ہوئے کھا جاتا ہے۔

زمینداروں کے علاوہ دیگر اقوام اور پیشہ وروں میں بھی اسی شدومد سے رواج ہے۔ جیسا زمینداروں میں غرض کہ اعلیٰ سے لیکر ادنیٰ طبقہ کے لوگوں میں تمباکو نوشی کا مرض یکساں پھیلا ہوا ہے۔ اور نہیں معلوم ان کے ذریعہ کے ذریعہ ہی اسکا استعمال کیا جاتا ہے۔ یہ لاکھوں روپے نہیں بلکہ کروڑوں روپیہ کب تک اسیطرح ضائع ہوتا رہیگا۔ کیا احمدی جماعت کے افراد اسطرف توجہ نہ کرینگے۔ الم یان للذین آمنوا ان تخشع قلوبہم لذکر اللہ خدا کے فرستادہ کے ہاتھ پر بیعت کر کے بھی اگر تم نے اس اسراف سے اپنے آپکو نہ بچایا تو اور کونسا زمانہ آئیگا جب پاک ہو گے۔ کہتے ہیں کہ پانچ لاکھ کی جماعت ہے اگر دس ہزار آدمی بھی ان کو چھوڑ دیتا ہے۔ اور فیکس ۲ ماہوار کا تمباکو پر خرچ کرتا ہے۔ تو سالانہ ساڑھے سات ہزار روپیہ کی بچت ہو سکتی ہے اسی اشاعت اسلام اور سلسلہ میں خرچ کیا جائے۔ تو سینکڑوں جانیں ہدایت پا سکتی ہیں۔ پس احمدی جماعت کے حقہ نوشوں کو چاہیئے۔ کہ اس عادت بد کو ترک کریں اور اس اسراف سے باز آئیں۔ حضرت مسیح موعود اسکے خلاف اشتہار بھی دے چکے ہیں۔ لیکن ابتک احمدیوں میں یہ مرض موجود ہے۔ کیا سچے مومن کی یہی علامات ہوتی ہیں۔ کیا وہ اسیطرح فرمانبرداری کرتا ہے اگر تم نہیں بچ سکتے تو کم سے کم اپنے بچوں کو اس سے محفوظ رکھنے کی کوشش کرو۔ اور انکو اس بلا سے بچاؤ۔ میرے مخاطب خاص طور سے زمیندار ہیں۔

باب چہارم

تاریخ اسلام

سیرۃ النبی

طہارت نفس۔ بدی سے نفرت

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پاک سیرۃ پر قلم اُٹھانا کوئی آسان کام نہیں۔ اسی لئے میں نے ابتداء میں ان مشکلات کو بیان کرکے بتایا تھا کہ سیرۃ تین طرح لکھی جا سکتی ہے۔ تواریخ سے۔ احادیث سے۔ قرآن کریم سے۔ اور میں نے بتایا تھا کہ سردست میں احادیث سے اور پھر احادیث میں سے بھی جو سیرۃ بخاری سے معلوم ہوتی ہے۔ وہ اسجگہ درج کرونگا۔ میں نے سیرۃ کے عام ابواب پر بحث کرنیکے بعد لکھا تھا کہ سیرۃ انسانی کے تین حصہ ہو سکتے ہیں۔ ایک وہ جو خدا تعالےٰ سے تعلقات کے متعلق ہو جس کا نام میں نے اخلاص باللہ رکھا تھا۔ اور دوسرا جو خود اپنے نفس کے متعلق ہو اسکا نام طہارت نفس مناسب معلوم ہوتا ہے۔ اور چونکہ اخلاص باللہ کا حصہ میں ختم کر چکا ہوں۔ اس لئے اب دوسرے حصہ کو شروع کیا جاتا ہے جو طہارت نفس کے ہیڈنگ کے ماتحت ہوگا +

بدی سے نفرت طہارت نفس کے باب میں سب سے پہلے میں اس بات کے متعلق شہادت بیان کرنا چاہتا ہوں کہ آپکو بدی سے سخت نفرت تھی اگرچہ بظاہر یہ بات کوئی عجیب نہیں معلوم ہوتی اور سوال اُٹھتا ہے کہ آپکو بدی سے کیوں نفرت نہ ہوتی جب ایک عظیم الشان قوم کے آپ رہبر اور ہادی تھے۔ اور ہر وقت اپنے متبعین کو بدیوں سے روکتے رہتے تھے اور جس کا کام ہی دن رات یہی ہو کہ وہ لوگوں کو بدیوں سے روکے اور امر بالمعروف کرے اسے تو اپنے اعمال میں بہت محتاط رہنا ہی پڑتا ہے ورنہ اسپر الزام آتا ہے اور لوگ اسے طعنہ دیتے ہیں کہ تم دوسروں کو منع کرتے ہو اور خود اس کام کو کرتے ہو لیکن اگر غور کیا جائے تو دُنیا میں وعظ کہنے والے تو بہت ملتے ہیں مگر ایسے واعظ جو اپنے نمونہ سے دُنیا میں نیکی پھیلائیں بہت کم ہیں ایسے واعظ تو اسوقت بھی ہزاروں ہیں جو لوگوں کو پاکیزگی اور انقطاع الی اللہ کیطرف بلاتے ہیں لیکن کیا ایسے لوگوں کی بھی کوئی کثیر جماعت پائی جاتی ہے جو خود عمل کرکے لوگوں کے لئے خضر راہ بنیں الا ما شاء اللہ۔ وانا للہ وانا الیہ راجعون۔ کسی شاعر نے کہا ہے اور بالکل سچ کہا ہے کہ ہر کسے ناصح برائے دیگراں۔ ہر ایک دوسروں کے لئے ناصح ہے اپنے نفس کا حال بُھلائے ہوئے ہے۔ پھر ایک شاعر کہتا ہے۔

واعظاں کیں جلوہ بر محراب و منبر میکنند۔ چوں بخلوت میروند آں کار دیگر میکنند۔ یہ واعظ جو محراب و منبر پر جلوہ افروز ہو کر لوگوں کے لئے ناصح بنتے ہیں جب خلوت میں جاتے ہیں تو انکے اعمال بالکل اور ہی ہوتے ہیں۔ اور ان اعمال کا پتہ بھی نہیں چلتا۔ جن کا وعظ وہ منبر پر سے کیا کرتے تھے۔ اسوقت مسلمان علماء کو دیکھو قرآن شریف کو ہاتھ میں لیکر خشیت الہی کے وعظ بڑے زور سے کہتے ہیں لیکن خود خدا کا ڈر نہیں کرتے پادری انجیل سے یہ روایت لوگوں کو سناتے ہیں کہ دولتمند خدا کی بادشاہت میں داخل نہیں ہو سکتا یا اگر کوئی تیری ایک گال پر تھپڑ مارے تو دوسری بھی پھیر دے لیکن دولتمند پادری موجود ہیں پھر انہیں سے کہتے ہیں کہ جو ایک گال پر تھپڑ کھا کر دوسری پھیر دینی تو درکنار دوسرے مذاہب کے بانیوں کی نسبت بدگوئی میں ابتداء سے ہی بچنے اور پرہیز کرتے ہوں۔ پنڈت دان اور پُن کے متعلق طول طویل کتھائیں پڑھکر لوگوں کو اس طرف مائل کرتے ہیں مگر اپنے آپ کو کسی قسم کے دان پُن سے بری سمجھتے ہیں۔ غرضکہ جب روزانہ زندگی کا مشاہدہ کیا جائے تو اکثر واعظ ایسے ہی ملتے ہیں کہ جو کل پند و نصائح کو دوسروں کے لئے واجب العمل قرار دیتے ہیں مگر اپنے نفوس کو بنی نوع انسان سے خارج کر لیتے ہیں اور ایسے بہت ہی کم ہیں کہ جنکا قول و فعل برابر ہو اور وہ لوگوں کو نصیحت کرتے وقت ساتھ ساتھ اپنے آپ کو بھی ملامت کرتے جائیں۔ بلکہ لوگوں کو کہنے سے پہلے اپنے نفس کی اصلاح کریں پس گو یہ بات بظاہر بالکل معمولی معلوم ہوتی ہے کہ واعظ تو بدیوں سے بچتے ہی ہونگے لیکن دراصل یہ ایک نہایت مشکل اور کٹھن راستہ ہے جسپر چلکر بہت کم لوگ ہی منزل مقصود کو پہنچتے ہیں اور ابتداء دُنیا سے آجتک جسقدر واعظ ایسے گزرے ہیں کہ انھوں نے جو کچھ دوسروں کو کہا۔ اسپر خود بھی عامل ہوئے انکے سردار اور رئیس ہمارے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تھے آپکی ساری زندگی میں ایک بات بھی ایسی نہیں ملیگی کہ آپکی اور دوسروں کی مصلحتیں ایک ہی ہوں مگر پھر بھی آپنے انھیں اور حکم دیا ہو اور اپنے لئے کچھ اور ہی تجویز کر لیا ہو +

بعض اوقات خود صحابہ چاہتے تھے کہ آپ آرام فرمائیں اور اسقدر محنت نہ کریں لیکن آپ قبول نہ فرماتے۔ اگر لوگوں کو عبادت الہٰی کا حکم دیتے تو خود بھی کرتے۔ اگر لوگوں کو بدیوں سے روکتے تو خود بھی رُکتے غرضکہ آپنے جسقدر تعلیم دی ہے ہم بغیر کسی منکر کے انکار کے خوف سے کہہ سکتے ہیں کہ اسپر آپ خود عامل تھے اور شریعت اسلام کے جسقدر احکام آپکی ذات پر وارد ہوتے تھے سب کو نہایت کوشش اور تعہد کے ساتھ بجا لاتے۔ مگر اسوقت جس بات کی طرف خاص طور سے میں آپکو متوجہ کرنا چاہتا ہوں وہ بدی سے نفرت ہے +

اعمال بد تو انتہائی درجہ ہے ادنیٰ درجہ تو بداخلاقی اور بدکلامی ہے جس کا انسان مرتکب ہوتا ہے اور جب اسپر دلیر ہو جاتا ہے تو پھر اور زیادہ جرائت کرتا ہے اور بداعمالی کی طرف راغب ہوتا ہے لیکن جو شخص ابتدائی نقائص سے ہی پاک ہو وہ دوسرے سخت ترین نقائص اور رکز دریوں میں کب مبتلا ہو سکتا ہے۔ اور میں انشاء اللہ تعالےٰ آگے جو کچھ بیان کرونگا۔ اس سے معلوم ہو جائیگا کہ آپ کیسے پاک تھے اور کس طرح ہر ایک نیکی میں آپ دوسرے بنی نوع پر فائق و برتر تھے +

حضرت عبداللہ بن عمرو فرماتے ہیں لم یکن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاحشا ولا متفحشا وکان یقول ان من خیارکم احسنکم اخلاقا نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نہ بدخلق تھے نہ بدگو اور فرمایا کرتے تھے کہ تم میں بہتر وہی ہیں جو تم میں سے اخلاق میں افضل ہوں +

اللہ اللہ کیا پاک وجود تھا۔ آپ حسن اخلاق برتتے تب لوگوں کو نصیحت کرتے۔ آپ بدکلامی سے بچتے۔ تب دوسروں کو بھی اس سے بچنے کے لئے حکم دیتے اور یہی وہ کمال ہے کہ جسکے حاصل ہونیکے بعد انسان کامل ہو سکتا ہے اور اسکی زبان میں اثر پیدا ہوتا ہے اب لوگ چلا چلا کر مرجاتے ہیں کوئی سنتا ہی نہیں نہ ان کے کلام میں اثر ہوتا ہے نہ کوشش میں برکت۔ اسکی وجہ یہی ہے کہ وہ خود عامل نہیں ہوتے۔ لوگوں کو کہتے ہیں مگر رسول کریم خود عامل ہو کر لوگوں کو تبلیغ کرتے جسکی وجہ سے آپکے کلام میں وہ تاثیر تھی کہ تیئیس سال میں لاکھوں آدمیوں کو اپنے رنگ میں رنگین کر لیا +

عبداللہ بن عمرو کے اس قول اور شہادت کو معمولی نہیں سمجھنا چاہیئے کیونکہ اول تو وہ ہر وقت رسول کریم کی صحبت میں رہتے تھے اور جو اکثر اوقات ساتھ رہے اسے بہت سے موقعہ ایسے مل سکتے ہیں کہ جن میں وہ دیکھ سکتا ہے کہ اس شخص کے اخلاق کیسے ہیں کبھی کبھی ملنے والا تو بہت سی باتیں نظر انداز بھی کر جاتا ہے بلکہ کسی بات پر بھی یقینی شہادت نہیں دے سکتا لیکن جنھیں ہر وقت کی صحبت ہو اور ہر مجلس میں شریک ہوں۔ وہ خوب اچھی طرح اخلاق کا اندازہ کر سکتے ہیں پس عبداللہ بن عمرو جو ان صحابہ میں سے تھے جنھیں رسول کریم کے ساتھ رہنے کا خاص موقعہ ملتا تھا اور جو آپکے کلام کے سُننے کے نہایت شائق تھے۔ ان کا ایسی گواہی دینا ثابت کرتا ہے کہ درحقیقت آپ کوئی ایسی شان رکھتے تھے کہ عسر و یُسر میں اپنے اخلاق کا اعلیٰ سے اعلیٰ نمونہ پیش کرتے تھے ورنہ کبھی تو آپکے ہر وقت کے ہم صحبتوں کو ایسا موقعہ بھی پیش آتا۔ کہ جبمیں آپ کو کسی وجہ سے چیں بر جبیں دیکھتے۔ لیکن ایسے موقعہ کا نہ ملنا ثابت کرتا ہے کہ آپکے اخلاق نہایت اعلےٰ اور ارفع تھے اور کوئی انسان ان میں نقص نہیں بتا سکتا تھا +

ایک طرف اگر عبداللہ بن عمرو کی گواہی جو اعلےٰ پایہ کے صحابہ میں سے تھے نہایت معتبر اور وزنی ہے تو دوسری طرف یہ بات بھی خاص طور سے مطالعہ کرنے کے قابل ہے کہ یہ فقرہ کس شخص کی شان میں کہا گیا ہے معمولی حیثیت کے آدمی کی نسبت اور معمولی واقعات کی بناپر۔ اگر اس قسم کی گواہی کسی کی نسبت دے بھی دیجائے تو گو اسکے

اخلاق اعلےٰ سمجھے بھی جائیں مگر اس شہادت کو وہ اہمیت نہیں دیجا سکتی جو اس شہادت کو ہے اور وہ شہادت ایک معمولی انسان کے اخلاق کو ایسا روشن کر کے نہیں دکھاتی جیسی کہ یہ شہادت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کو کیونکہ یہ اخلاق جن واقعات کی موجودگی میں دکھائے گئے ہیں وہ کسی اور انسان پر پیش نہیں آتے ؎

دُنیا میں دو قسم کے انسان ہوتے ہیں ایک وہ جو عسر میں نہایت بدخلق ہو جاتے ہیں۔ دوسرے وہ جو یُسر میں چڑچڑے بنجاتے ہیں رسول کریم پر یہ دونوں حالتیں اپنے کمال کے ساتھ وارد ہوئی ہیں اور دونوں حالتوں میں آپکے اخلاق کا اعلےٰ رہنا ثابت کرتا ہے کہ کوئی انسان آپکا مقابلہ نہیں کر سکتا جو تکلیفیں اور دُکھ آپ کو پہنچے ہیں وہ اور کونسا انسان ہے جسے پہنچے ہوں۔ مکہ کی تیرہ سالہ زندگی کے حالات سے کون نہیں واقف۔ مدینہ کے ابتدائی ایام سے کون بیخبر ہے کن شدائد کا آپ کو سامنا ہوا۔ کن مشکلات سے پالا پڑا۔ دوست دشمن ناراض تھے۔ رشتہ دار جواب دے بیٹھے۔ اپنے غیروں کی نسبت زیادہ خون کے پیاسے ہو رہے تھے ہلنا جلنا قطعاً بند تھا۔ ایک وادی میں تین سال محصور رہنا پڑا۔ نہ کھانے کو نہ پینے کو۔ جنگل کے درخت اور بوٹیاں غذا تھیں شہر میں آنا منع ہو گیا۔ پھر چمکتی ہوئی تلواریں ہر وقت سامنے نظر آتی تھیں۔ مدینہ سے قیام امن کی امید ہوتی ہے وہ بھی مخالف ہو گئے بلکہ نوجوانوں کو اور اکسا اکسا کر دُکھ دینے پر مائل کرتے رہے۔ باہر نکلتے ہیں تو گالی گلوچ تو کچھ چیز ہی نہیں۔ پتھروں کی بوچھاڑ شروع ہو جاتی ہے اپنے رب کے حضور گرتے ہیں تو اونٹ کی اوجھڑی سر پر رکھدی جاتی ہے حتیٰ کہ وطن چھوڑ دیتے ہیں پھر وطن بھی وہ وطن جس میں ہزاروں سال سے قیام تھا اپنے جد امجد کے ہاتھوں سے بسایا ہوا شہر جسکو دُنیا کی ہزاروں لالچوں کے باوجود آباؤ اجداد نے نہ چھوڑا تھا۔ ایک شریروں اور بدمعاشوں کی جماعت کے ستانے پر چھوڑنا پڑتا ہے۔ مدینہ میں کوئی راحت کی زندگی نہیں ملتی بلکہ یہاں آ کے سے بھی تکلیف بڑھ جاتی ہے ایک طرف منافق ہیں کہ خود آپکی مجلس میں آ کر بیٹھتے ہیں اور بات بات پر سُنا سُنا کر طعنہ دیتے ہیں آپکے سامنے آپ کے خلاف سرگوشیاں کرتے ہیں۔ ممکن سے ممکن طریق پر ایذا دیتے ہیں اور پھر جھٹ توبہ کر کے عفو کے طالب ہوتے ہیں۔ اپنے جہربان اہل وطن مکہ سے اخراج کے منصوبوں پر ہی کفایت نہیں کرتے جب دیکھتے ہیں کہ جسے ہم تباہ کرنا چاہتے تھے ہمارے ہاتھوں سے نکل گیا ہے اور اب ایک اور شہر میں جا بسا ہے تو وہاں بھی پیچھا کرتے ہیں۔ آس پاس کے قبیلوں کو اُکساتے ہیں اور اپنے ساتھ شریک کر کے دُگنی طاقت سے اسے مٹانا چاہتے ہیں یہود و نصاریٰ اہل کتاب تھے ان پر کچھ امید ہو سکتی تھی وہ بغض و حسد کی آگ میں جل مرتے ہیں اور امی اور مشرک اقوام سے بھی زیادہ بغض و عناد کا اظہار کرتے ہیں مایہ پڑھے ہوؤں کی شرارتیں بھی کہتے ہیں بڑھی ہوئی ہوتی ہیں انھوں نے نہ صرف خود مقابلہ شروع کیا بلکہ دُور دُور تک آپکی مخالفت کا بیج بونا شروع کیا نصاریٰ بدحواس ہو کر قیصر روم کی چوکھٹ پر جبین نیاز گھسنے گئے۔ تو یہود اپنی سازشوں کے پیٹ بھرنے والے ایرانیوں کے دربار میں جا فریادی ہوئے کہ للہ اس اُٹھتی ہوئی طاقت کو دبا دو کہ گو بظاہر معمولی معلوم ہوتی ہے مگر انداز کیے دیتے ہیں کہ چند ہی سال میں تمہارے تختوں کو اُلٹ دیگی اور عنان حکومت تمہارے ہاتھوں سے چھین لے گی ؎ یہ سب ستم دتھر کس پر تھے ایک ایسے انسان پر جو دُنیا کی اصلاح اور ترقی کے سوا کوئی اور مطلب ہی نہ رکھتا تھا جسکے کسی گوشہ دماغ میں ملک گیری کے خیالات نہ تھے جو اپنا قبلہ توجہ خدا تعالےٰ کی وحدت کے قیام کو بنائے بیٹھا تھا۔ پھر کس جماعت کے خلاف یہ دیو ہیکل طاقتیں اُٹھ کھڑی ہوئی تھیں جو اپنی مجموعی تعداد میں جس میں عورتیں اور بچے بھی شامل تھے چند ہزار سے زیادہ نہ تھی۔ اب ان تکالیف میں ایک قابل سے قابل حوصلہ مند سے حوصلہ مند انسان کا گھبرا جانا۔ اور چڑچڑاہٹ کا اظہار کرنا اور بدخلقی دکھانا بالکل قرین قیاس ہو سکتا ہے لیکن ان واقعات کی بنا پر بھی عبداللہ بن عمرو کہتے ہیں کہ آپ لم یکن فاحشا ولا متفحشا۔ نہ بدخلق تھے نہ بدگو تھے ؎

اگر کہو کہ ایک جماعت ایسی بھی تو ہوتی ہے جسکے اخلاق بجائے تکالیف کے خوشی کے ایام میں بگڑتے ہیں تو خوشی کی گھڑیاں بھی آپنے دیکھی ہیں۔ آپ خدا کے رسول اور اسکے پیارے تھے یہ کیونکر ہو سکتا تھا کہ اللہ تعالےٰ آپ کو ناکام دُنیا سے اُٹھا لیتا۔ وفات سے پہلے پہلے خدا تعالےٰ نے آپ کو اپنے دشمنوں پر غلبہ دیدیا۔ اور دشمن جس تیزی سے آگے بڑھ رہا تھا اسی سرعت سے پیچھے ہٹنے لگا۔ قیصر و کسریٰ تو بیشک آپکی وفات کے بعد تباہ ہوئے اور آپکے غلاموں کے ہاتھوں ان کا غرور ٹوٹا لیکن کفار عرب۔ جماعت منافقین یہود و نصاریٰ کے وہ قبائل جو عرب میں رہتے تھے وہ تو آپکے سامنے آپ کے ہاتھوں سے نہایت ذلت سے ٹھوڑیوں کے بل گرے اور سوائے اسکے کہ طالب گار عفو ہوں۔ اور کچھ نہ بن پڑا اس بیکسی اور بےبسی کے بعد جسکا نقشہ پہلے کھینچ چکا ہوں بادشاہت کی کرسی پر آپ فروکش ہوئے اور سب دشمن پامال ہو گئے۔ مگر باوجود ان فاتحانہ نظاروں کے ان ایام ترقی کی ان ساعات بہجت و فرحت کے عبداللہ بن عمرو فرماتے ہیں کہ لم یکن النبی صلے اللہ علیہ وسلم فاحشا ولا متفحشا۔ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نہ بداخلاق تھے نہ بدگو ؎

درخواست دُعا

برخوردار نجم الدین صاحب مہتمم نجم قادیان۔ احمدی برادران سے درخواست کرتے ہیں کہ بیمار ہیں ان کے لئے بھی دُعا فرمائیں ؎

تادیب النساء

عورتوں کے کارنامے

تاریخ کی ورق گردانی سے معلوم ہوتا ہے کہ عورتیں بھی بڑے بڑے کام کر سکتی ہیں اور انھوں نے کاروبار عالم کی ہر شاخ میں مردوں کا ہاتھ بٹایا ہے۔ اور مشکل سے مشکل وقت میں بھی ہمت نہیں ہاری۔

روس کی ایک ملکہ **اورلغا** گذری ہے اس کا حال پڑھنے سے عجیب دل و دماغ کی عورت تھی۔ اس کا شوہر اغور بڑا ظالم تھا۔ ایک قوم ڈریولیان سے دوبارہ سہ بارہ ایک ہی سال میں خراج وصول کیا۔ ایک دن اس قوم کے بعض لوگوں نے اسے اکیلا پا کر دو درختوں کو دو مختلف ٹہنوں سے باندھ دیا اور پھر ٹہنے چھوڑ دیئے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس کا بدن چیر گیا۔ اور وہ مر گیا۔ بیٹا نابالغ تھا۔ اس لئے سلطنت کا بار بھی اورلغا ہی کو اُٹھانا پڑا۔ ادھر وہ قوم۔ بادشاہ کو قتل کر دینے میں کامیاب ہو جانے سے بہت دلیر ہو چکی تھی۔ اس لئے اسکے سردار نے اورلغا کو شادی کا پیغام دیا۔ اور چند سفراء اس کام کے لئے بھیجے۔ ملکہ بہت برہم ہوئی مگر اپنے رنج اور غصے کو ظاہر نہیں کیا۔ بلکہ اُنکی خاطر داری کی اور کہا۔ بہت اچھا۔ میں اپنے وزراء و امراء سے مشورہ کر لوں۔ آپ لوگ واپس اپنی کشتیوں میں چلے جائیں۔ اور کل بلانے پر عزت و احتشام کے ساتھ آئیں۔ ہاں یہ یاد رہے کہ جو امراء میں بھیجونگی۔ تم انکے کندھوں پر چڑھ کر آنا تاکہ رعب انکے دلوں پر مستولی ہو جائے اور اس شادی کے کام میں کوئی مانع نہ ہو۔ حسب قرارداد صبح کو نام نہاد امراء حاضر ہوئے اور سفراء نے اصرار کیا کہ ہم تو تمہارے کندھوں پر چڑھ کر جائینگے۔ امراء نے منظور کر لیا اور جیسا کہ انھیں بتایا گیا وہ انھیں محل کے پچھواڑے میں لے گئے جہاں کھائی کھدی ہوئی تھی۔ اسمیں ان کو پھینک کر زندہ درگور کر دیا سفیروں کا کام تو یوں تمام کیا۔ اب ادھر اس قوم ڈرلولیان کے سردار کو پیغام بھیجا کہ شادی منظور۔ آپ اپنے چیدہ چیدہ رؤسا کو بھیجئے کہ حشمت و جلال کے ساتھ ملکہ آپکی خدمت میں حاضر ہو۔ سردار کی آنکھ پر حماقت کا پردہ تھا کچھ سوجھا بوجھا نہیں۔ اپنے معزز سرداروں کو بھیجدیا۔ جب وہ اورلغا کے شہر میں آئے۔ تو انھیں کہا گیا۔ حمام کر لیجئے۔ تاکہ پھر ملکہ کے دربار میں باریاب ہو سکو۔ جونہی وہ حماموں میں داخل ہوئے۔ انکے دروازے مقفل کر دیئے گئے۔ اور آگ کو خوب تیز کیا اور وہ بیچارے گھٹ گھٹ کے مر گئے۔ یہ تو سب کچھ ہو چکا۔ مگر ملکہ کا منصوبہ ابھی ختم نہیں ہوا۔ قاصد بھیجا کہ ملکہ آتی ہے۔ اور قبل شادی کے وہ تمام قوم کے عمائد و فوجی افسروں کی ایک دعوت کریگی۔ چنانچہ وہاں جا کر ایک دعوت کا سامان کیا۔ اور پہلے سردار دنکے بارے میں بتایا کہ میری باقی فوج کے ساتھ آتے ہیں۔ دعوت میں خوب شراب

پلائی۔ اور حالت بدمستی میں اپنے آدمیوں کے ذریعہ ان سب کو قتل کروا دیا اتنے میں ملکہ کی فوج بھی آگئی۔ اور ڈریو لیاں قوم کے باقیماندہ لوگ قلعہ بند ہو گئے۔ پھر انہیں صلح کا پیغام دیا۔ وہ بجائے تو پہلے ہی یہ چاہتے تھے صلح کو تیار ہو گئے۔ ملکہ نے کہا۔ ہر خاندان تین کبوتر اور کچھ چڑیاں خراج میں دے۔ یہ انکو خراج دینے کے لئے آمادہ ہو گئے۔ اور اپنا چھٹکارا سہل سمجھے۔ مگر ملکہ کے دماغ نے کچھ اور ہی تجویز سوچ رکھی تھی۔ ان تمام کبوتروں اور چڑیوں کی دموں اور پاؤں کے ساتھ گیہے اور گینہ باندھ کر ان میں آگ لگا دی اور انہیں چھوڑ دیا۔ پہلے تو آسمان پر بھی ان کا نظارہ خوفناک معلوم ہوا۔ پھر گھبرا کر وہ اپنے اپنے آشیانوں میں پہنچے۔ تو تمام قلعے اور گھروں میں آگ لگ گئی لوگ گھبرا کر قلعے سے باہر نکل آئے۔ اور ملکہ کے سپاہیوں نے انہیں نیزوں کی انیوں پر رکھ لیا۔ اور یوں اس قوم کی قوت ٹوٹ گئی اور ملکہ کامیاب ہو گئی۔

میرا یہ مقصد تو نہیں۔ کہ عورتیں ظالم۔ منصوبہ باز۔ اور مکار ہوں مگر جہانبانی اور جنگ کے وقت بہت سے امور ایسے ہوتے ہیں۔ جو بحالت امن نہائت قبیح اور ناجائز ہیں۔ مجھے صرف یہ دکھانا تھا۔ کہ عورتوں کا دماغ مشکل سے مشکل وقت میں بھی اپنا کام کر سکتا ہے ابھی چند روز کا ذکر ہے۔ کہ تحصیل مردان میں چور آ گئے۔ گھر میں بی بی اکیلی تھی۔ اس نے ہمت نہیں ہاری۔ اور بندوق کا فائر کر دیا جس سے مال بھی بچ گیا۔ اور چور بھی کیفر کردار کو پہنچ گئے۔

علمی ترقی کا یہ حال ہے۔ کہ ترکی خواتین نے عالم نسواں کے نام سے ایک اخبار نکالا ہے۔ اس کی ایڈیٹرہ ایک لائق خاتون ہے۔ اس کی اشاعت اٹھاون ہزار ہے جو ہندوستان میں کسی مردانہ اخبار کی بھی نہیں ہماری جماعت اصلاح عالم کے لئے خدا نے مقرر کی ہے ہماری قوم کی خواتین پر بھی ایک بہت بڑی ذمہ داری ہے۔ انہیں چاہیے کہ یکدل و یکجان ہو کر پہلے دین کا علم سیکھیں اور پھر اسے مسیح موعود کی ہدایات کی ماتحت پھیلائیں شادی اور ماتم کے متعلق بہت سے ایسے رسوم ہیں جو انہی بیبیوں کے ذریعہ چھوڑے جا سکتے ہیں۔ ہمت کی بات ہے۔ اگر چہ بیبیاں بھی اپنی نکل آئیں جو عہد کر لیں۔ اور عہد تو پہلے ہی کر چکی ہیں۔ صرف عملی نمونہ دکھانے کی ضرورت ہے کہ ہم کبھی کوئی ایسی رسم نہ کریں گی۔ اور نہ کسی ایسی رسم میں شریک ہونگی جس کا ذکر کتاب اللہ و سنت میں نہیں آیا۔ تو بات بن جائے۔ اور بہت سا فضول روپیہ جو ان ناکارہ باتوں میں خرچ ہوتا ہے بچ جائے۔ اور سب سے مفید کام تو یہ ہو۔ کہ ایمان سلامت بچ جائے۔ ان رسوم کے خلاف ایک باقاعدہ جدوجہد کی ضرورت ہے۔ کم از کم ہماری جماعت میں سے انکا نام و نشان مٹ جانا چاہیئے مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے۔ کہ ابھی قادیان میں بھی ایسا نمونہ نہیں دکھایا گیا۔ کہ باہر والوں کے لئے اسوۂ حسنہ کا کام دے۔ آخر وہ بھی عورتیں ہی تھیں جو عرب کی مقدس نبی پر ایمان لائیں اور لاتے ہی اپنی شرک آمیز رسمیں یکدم چھوڑ بیٹھیں۔ آپ تو خدا کے فضل سے مسلمان ہیں۔ پس اسلام کا

نبی کریم کی اتباع کے بغیر نجات نہیں

(از ماسٹر علی محمد صاحب قادیان)

اگر چہ قبولیت حق کا مادہ قدرتی طور پر فطرت انسانی میں ودیعت کیا گیا ہے۔ مگر تعلیم و تربیت کے مختلف اثرات سے طبیعتوں کا رجحان یا تو قبولیت حق کی طرف مائل ہو جاتا ہے۔ یا اس کے انکار کی طرف جھک جاتا ہے چنانچہ تاریخ اور تجربہ شاہد ناطق ہیں۔ کہ جب کبھی دنیا میں حق آیا۔ انسان نے یا تو اس کو قبول کر لیا۔ یا اس سے انکار کر دیا۔ اور یہ سلسلہ اجابت و انکار ایک مدت مدید سے چلا آتا ہے۔ اور قیامت تک جاری رہیگا۔ جب کبھی سطح زمین پر ایک مصلح حق کی دعوت دیتا ہے۔ تو سوسائٹی کا کچھ حصہ تو اس کے ساتھ ہو جاتا ہے۔ اور کچھ برخلاف ہو جاتا ہے۔ کہتے ہیں ہندوستان میں ایک بزرگ گذرے ہیں۔ گوتم بدھ نام۔ اگر چہ جس ملک میں وہ پیدا ہوئے۔ اور جہاں ساری عمر بسر کی۔ وہاں انکا ماننے والا ایک متنفس بھی باقی نہیں۔ ہاں دوسرے ملکوں مثلاً چین۔ تبت برما اور اور حصوں میں ان کے پیرو کثرت سے پائے جاتے ہیں۔ چونکہ بدھ کی تعلیم اخلاقی تھی۔ لہذا اکثر لوگوں کو اس کے قبول کرنے میں کوئی بڑی دقت پیش نہیں آئی۔ مگر تاہم اسوقت کے برہمنوں نے انکی مخالفت میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا۔ بدھ کی اخلاقی تعلیم یہی تھی۔ کہ کسی جان کو مت دکھ دو۔ نیکی کرو۔ پاک زندگی بسر کرو۔ اور یہی نجات کا ذریعہ ہے۔ باوجود ایسی سیدھی سادھی تعلیم ہونے کے مخالفوں نے انکار کرنے سے اعراض نہیں کیا۔ اسیطرح ملک شام میں جو انبیاء کا گھر کہلاتا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام ایک عظیم الشان پیغمبر ہوئے ہیں۔ مگر بادشاہ وقت نے ان کی بھی مخالفت کی۔ ان کا مشن اس کے سوا کچھ نہ تھا۔ کہ انہوں نے اپنی قوم کو کہا۔ کہ ایک ہی خدا کی عبادت کرو۔ اور بت پرستی سے باز آؤ۔ اسیطرح حضرت نوحؑ کی تعلیم اور انکی چھوٹی سی جماعت پر مخالفوں نے زبردست حملے کئے۔ اور انکو دنیا سے نیست و نابود کرنے کے واسطے اڑی چوٹی تک زور لگایا۔ اور ان پر ہی کیا منحصر ہے۔ حضرت ہودؑ جو عاد قوم کی طرف بھیجے گئے۔ اور حضرت صالحؑ جو ثمود قوم کی طرف مبعوث ہوئے۔ اور عیسیٰؑ بن مریم جو بنی اسرائیل کی طرف آئے۔ سب کی مخالفت کی گئی۔ مگر ان سب کے زمانے میں اگر سوسائٹی کے ایک حصے نے انکار کر دیا۔ اور انکی مخالفت کی۔ تو ایک حصے نے انکو راستباز بھی مان لیا۔ اور مرتے دم تک ان کا ساتھ دیا۔ ان میں سے گوتم بدھ کی جماعت اور حضرت ابراہیمؑ۔ حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ کی امتیں اب تک موجود ہیں۔ مگر عجیب بات یہ ہے۔ کہ یہی قومیں جو حق کی وارث ٹھہرائی گئی تھیں۔ جب ان کے پاس دوبارہ حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے وسیلے سے حق آیا تو ان سب نے اس سے انکار کر دیا۔ اور اس کی تکذیب کی حالانکہ ان سے وعدہ بھی لیا گیا تھا۔ کہ جب کبھی تمہارے پاس حق آوے تو اس کو مان لینا۔ اور پیغمبر آخر زمان پر ایمان لانا۔ مگر جب وہ آیا۔ تو اس سے انکار کر دیا گیا۔ اور اس سے بڑھ کر تعجب کی بات ہے۔ کہ ہر ایک امت نے اپنے سے بعد میں آنے والے نبیؐ کا ہمیشہ ہی انکار کیا۔ اور اس کی تکذیب پر کمر باندھی۔ چنانچہ گوتم بدھ کے پیرو کسی اور صداقت کے قبول کرنے سے قطعی منکر ہیں۔ جو عارف بدھ کے بعد آوے۔ اور حضرت موسے علیہ السلام کی مغضوب امت حضرت مسیح کی صداقت کی روادار نہیں۔ اور ایسا ہی حضرت مسیح کی گمراہ امت حضرت نبی کریمؐ صلعم کے نبی برحق ہونے کی سخت منکر ہے۔ اور باوجود ہزارہا نشانات دکھانے کے پھر بھی تکذیب پر تلی ہوئی ہے۔ مگر ہمارا یہ تعجب بالکل کافور ہو جاتا ہے۔ جب ہم قرآن شریف کی تعلیم پر جو حضرت خاتم الانبیاء پر نازل کی گئی۔ غور کرتے ہیں اور اس میں یہ لکھا پاتے ہیں۔ کہ قل آمنا باللہ وما انزل علینا وما انزل علے ابراہیم و اسمٰعیل و اسحٰق و یعقوب والاسباط وما اوتی موسیٰ و عیسیٰ والنبیون من ربہم لا نفرق بین احد منہم ونحن لہ مسلمون ○ یعنی اے محمد صلعم تو کہدے۔ کہ ہم اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے کے بعد ان تمام صحیفوں پر ایمان لاتے ہیں۔ جو خدا تعالیٰ کی طرف سے ہم پر اور ابراہیم۔ اسمٰعیل۔ اسحاق۔ یعقوب اور انکی اولاد پر اتارے گئے۔ اور ان کتابوں پر بھی جو موسیٰ۔ عیسیٰ اور ان تمام نبیوں پر نازل ہوئیں۔ جو اپنے رب کی طرف سے آئے۔ (اور ہم کہاں تک جانتے ہیں۔ کہ کون کون اور کس کس زمانے میں آئے) غرض ہم کسی ایک میں بھی فرق نہیں کرتے۔ اور ان کے ماننے میں ہر ایک کی فرمانبرداری کرتے ہیں یعنی ہم کسی ایک کا بھی انکار نہیں کرتے اور ان تمام بزرگوں کو خدا تعالیٰ کی طرف سے سچے نبیؐ یقین کرتے ہیں۔ اور ان کی تعلیم پر ایمان لاتے ہیں۔

یہ ایک ایسا دعویٰ ہے جس میں امت محمدیہ مرحومہ تمام دوسری امتوں پر گوئے سبقت لے گئی ہے۔ کیونکہ کسی نبیؐ کی امت سے پوچھ لو۔ وہ دوسرے نبیؐ کی تعلیم اور کتاب کے برحق ہونے سے فوراً انکار کر دیگی اور اگر طوعاً و کرہاً بعض حصوں کو مان بھی لے گی۔ تو دوسرے حصے کو فوراً رد کر دیگی۔ اور اس نبیؐ کو بھی جھوٹا خیال کریگی۔ جو وہ تعلیم لایا۔ مگر کامل فرمانبرداری کا سہرا صرف امت محمدیہ کے سر پر ہی باندھا گیا۔ جو ہر ایک صداقت کو جہاں کہیں بھی ہو۔ ماننے کے لئے تیار ہے۔ اور واقعی فطرت انسانی کا تقاضا یہی ہے۔ کہ جہاں کہیں حق نظر آوے۔ فوراً لے لیا جاوے۔ اور اسی کامل فرمانبرداری کا نام اسلام ہے۔ آئت مندرجہ بالا میں ونحن لہ مسلمون کہکر صاف بتا دیا۔ کہ ہم خدا تعالیٰ کیطرف سے جس قدر صداقتیں ہوں۔ سب کے قبول کرنے کے لئے تیار ہیں۔ خواہ وہ بدھ کی اخلاقی تعلیم ہو۔ خواہ حضرت ابراہیم اور حضرت موسیٰ کے

صحیفوں میں مندرج ہو۔ جو حق ہے۔ سب کے قبول کرنے کو ہم تیار ہیں۔ اسی قوم کا نام مسلم یا مسلمان یعنی فرمانبردار ہے۔ اور ایسے دین کا نام اسلام یعنی فرمانبرداری نہ رکھا جاوے۔ تو اور کیا رکھا جاوے۔ اور اس مقدس انسان پر جو ایسی فرمانبرداری کی تعلیم دیتا ہو۔ ایمان نہ لایا جاوے۔ تو پھر فرمانبرداری کا مترادف نافرمانی یعنی کفر کے اور کیا ہے نافرمانی کسی عقلمند کے نزدیک جائز نہیں۔ چہ جائیکہ اس قدوس ذات کی حکم عدولی کی جاوے۔ جو ہماری حیات و ممات کا مالک ہے۔

ایک نافرمان اپنے آقا یا افسر کو خوش نہیں کر سکتا۔ اور ایک بے وفا اور سرکش رعیت اپنے بادشاہ کو بغاوت سے خوش نہیں کر سکتی۔ تو کیا خدا تعالیٰ اپنی نافرمان مخلوق سے خوش ہو سکتا ہے۔ نافرمانی ہلاکت کو چاہتی ہے۔ تو وہ قوم جس کا شیوہ نافرمانی ہے۔ اگر آج تباہ نہ ہوگی۔ تو کل ضرور ہوگی۔ مگر اسلام اسی نافرمانی کا سخت ترین دشمن ہے۔ وہ تو کامل فرمانبرداری سکھاتا ہے۔ اور اسی لئے قرآن میں آیا ہے۔ کہ ومن یبتغ غیر الاسلام دیناً فلن یقبل منہ وھو فی الآخرۃ من الخاسرین یعنی جو اسلام کے سوا کسی اور دین کی پیروی کرے۔ تو اس کی کوئی عبادت قبول نہیں ہوگی۔ اور وہ انجام کار گھاٹا پانے والوں میں سے ہوگا۔ اور ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں۔ کہ اسلام کے معنے تو فرمانبرداری ہے۔ تو وہ جو فرمانبرداری کی راہ اختیار نہیں کرتا۔ ظاہر ہے کہ بغاوت کی راہ اختیار کرتا ہے۔ اور یہ بغاوت یا نافرمانی کبھی کسی کو منزل مقصود تک نہیں پہنچا سکتی۔

اب یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ آیا موجودہ مذاہب سب نافرمانی کی راہ اختیار کئے ہوئے ہیں۔ اور اگر وہ نافرمانی کی راہ اختیار کی ہوئی ہے۔ تو پھر ان کی عبادات کا کیا انجام ہوگا۔ اور کہ ان کی نجات کس طرح ہوگی۔ پہلے سوال کا جواب یہ ہے۔ اسلام کی تعلیم کوئی نئی تعلیم نہیں۔ یا انوکھی نہیں۔ جو فطرت کے برخلاف ہو۔ اسلام کی الہامی کتاب قرآن میں بار بار یہ فقرہ دہرایا جاتا ہے۔ کہ لا الٰہ الا اللہ یعنی اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ سب کا خالق اور وہی سب کا حاجت روا ہے۔ اور اگر کوئی چیز عبادت کے لائق ہے۔ تو وہی خدا جو ہر ایک خوبی سے متصف اور ہر ایک کمزوری سے منزہ ہے۔ اور ہر ایک چیز ہر وقت اسی کی محتاج ہے۔ اور یہ وہی تعلیم ہے۔ جو تمام مذاہب کی تعلیمات کا خلاصہ ہے۔ اور کوئی ایسا مذہب نہیں۔ جو خدا تعالےٰ کی ہستی کو نہ مانتا ہو۔ عیسائی باوجود تثلیث پرست ہونے کے پھر توحید باری کا دعویٰ کرتے ہیں۔ یہودی شرک سے سخت بیزار نظر آتے ہیں۔ اور ہندو لوگ باوجود تینتیس کروڑ دیوتاؤں کے پجاری ہونے کے پھر خدا کو ہی سب سے افضل مانتے ہیں یہاں تک کہ دہریہ بھی جو خدا کی ہستی کا قائل نہیں ایک یا ایک اعلےٰ طاقت کا اقرار کرتا ہے۔ غرض اسلام ایک ہی خدا کی

عبادت کا حکم دیتا ہے۔ ہاں خوبی یہ ہے۔ کہ دوسرے مذاہب سے بڑھ کر نہائت ہی اعلیٰ طریق سے خدا تعالیٰ کی توحید سکھاتا ہے اور ایک خفیف سے شرک کو بھی اس کے مقابل میں اجازت نہیں دیتا۔ اور جیسا کہ دوسرے مذاہب کی کتابیں جو ایک خاص وقت میں سوسائٹی کی رہنمائی کے لئے بانیان مذاہب دنیا میں لائے اسی طرح قرآن بھی سوسائٹی کی رہنمائی کے لئے نازل ہوا لیکن کسی خاص قوم کے لئے یا خاص وقت کے لئے نہیں بلکہ تمام قوموں اور تمام وقتوں کے لئے یہ کامل رہنمائی کرتا ہے۔ اور خوبی یہ ہے۔ کہ جو احکام ہمارے کرنے کو کہتا ہے۔ وہ ہماری طاقت سے بڑھ کر نہیں ہوتے۔ قرآن انہی قویٰ پر حکم لگاتا ہے جو ہمارے اندر مضمر ہیں۔ اور ان تمام قوتوں اور قابلیتوں کی نشو و نما نہایت ہی احسن طریق سے کرتا ہے۔ جو ہماری فطرت میں ہیں۔ اور حامل قرآن نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے ان تمام احکامات کو بنفس نفیس ہمکو کر کے دکھایا ہے۔ تا کہ کل کو کوئی یہ نہ کہے۔ کہ ہم قرآن کی تعلیم کے متحمل نہیں ہو سکتے۔ اور جس طرح اسلام کا خدا جو تمام مذاہب کا خدا ہے ہر ایک کامل صفت سے متصف ہے۔ اور جس طرح اسلام کی الہامی کتاب تمام تعلیمات کی جامع اور عین انسانی فطرت کے موافق ہے۔ اسی طرح سے اسلام کا رسول بھی تمام کمالات انسانیہ کا جامع اور تمام نبوتوں کا خاتم ہے۔ یعنی اگر پہلے تمام نبی فرداً فرداً دنیا کے مختلف حصص میں کسی خاص قوم کی رہبری کے لئے آئے تو محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بوجہ اپنے فرد کامل ہونے کے تمام دنیا کی رہبری کے واسطے مبعوث ہوئے۔ غرض کسی موجودہ مذہب کی تعلیم لے لو۔ چونکہ وہ سوسائٹی کی ترقی کے ابتدائی مرحلوں کے واسطے بھیجی گئی تھی۔ اس واسطے اب کام نہیں آسکتی۔ کیونکہ اب وہ ترقی کر کے اس تعلیم کی موزونیت سے بہت آگے نکل گئی ہے۔ دس برس کے بچے کا لباس ایک جوان کے بدن پر درست نہیں آسکتا۔ اس کے واسطے ایک نیا لباس جو اس کے بدن پر ٹھیک آجاوے۔ تیار کیا جاویگا۔ اسی طرح سے اسلام دنیا کی تمام قوموں کے مناسب حال اور انکو زیادہ سے زیادہ مدارج حاصل کرنے کی راہیں بتاتا ہے۔ پس جب ایسے مذہب کا انکار کر دیا جاوے۔ تو منکر اس سے نفع اٹھائیگا۔ یا نقصان صاف ظاہر ہے۔ کہ نقصان اٹھائیگا۔ اور جب ایک انسان کامل کی تکذیب کی جاوے۔ جو محض راستی و فرمانبرداری کی تعلیم دیتا ہے۔ تو سراسر گھاٹے کے علاوہ اور کیا ہوگا۔ پس اس کی عبادت بھی کسی کام نہیں آسکتی۔ کیونکہ عبادت کا مدعا تو کامل فرمانبرداری ہے۔ تو جب خدا کے ایک بھی فرستادہ کا انکار کر دیا گیا۔ اور فرستادہ بھی ایسا جو ہر ایک انسانی کمال کا جامع ہے۔ تو پھر خدا

کی عبادت کے کیا معنے۔ عبادت تو یہی ہے۔ کہ تمام کو قبول کر لیا جاوے نہ کہ بعض کا انکار کر دیا جاوے۔ اور بعض کو مان لیا جاوے۔ اسیواسطے نجات بھی کامل فرمانبرداری یعنی اسلام میں ہے۔ اور اسیواسطے قرآن میں فرمایا ہے۔ کہ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ و یغفر لکم ذنوبکم واللہ غفور رحیم ٭ قل اطیعوا اللہ والرسول فان تولوا فان اللہ لا یحب الکافرین ٭ یعنی تو کہدے۔ کہ اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہو۔ تو میری اتباع کرو۔ اور اس کا نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ تم اللہ تعالیٰ کے محبوب بن جاؤ گے۔ اور وہ تمہارے گناہ معاف فرمائیگا۔ کیونکہ وہ غفور و رحیم ہے۔ تو کہدے۔ کہ جہاں تم اللہ کی اطاعت کرتے ہو۔ وہاں اس کے رسول کی بھی اطاعت کرو کیونکہ رسول اسی سے ہے۔ پس اگر وہ اطاعت نہ کریں۔ تو بوجہ اپنے کفر کے وہ محبوب الٰہی نہیں بن سکتے۔ چہ جائیکہ کہ نجات پا جاویں کیونکہ نجات تو کامل فرمانبرداری میں ہے۔ اور اطاعت کی جگہ تو یہاں کفر یا نافرمانی ہے۔ نافرمان ہو کر نجات کی توقع ایک امید موہوم سے بڑھ کر نہیں۔ اور غفلت میں ہیں وہ لوگ جو اپنے اپنے مذاہب باطلہ پر اطمینان قلب حاصل کئے بیٹھے ہیں۔ اور اسلام سے غافل ہیں۔ چاہیئے کہ وہ حرکت کریں۔ اور اسلام پر پورا پورا غور کریں اور ان پیشگوئیوں پر جو خود انہی کی کتابوں میں حضرت خاتم الانبیاءؐ کی بابت درج ہیں۔ غور کریں۔ اور دیکھیں کہ کس طرح کھلی کھلی پیشگوئیاں ان کے بانیان مذاہب اپنے بعد حضرت نبی کریم محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی بابت چھوڑ گئے ہیں۔ ورنہ وہ خود اپنی کتابوں کی رو سے ہی ملزم قرار دئے جاوینگے۔ پس نجات آپ کی غلامی میں آنے سے ہی حاصل ہو سکتی ہے۔ اور اسلام ہی وہ مذہب ہے۔ جو لوگوں کو ان کے خالق سے وصال کراتا ہے۔ والسلام علےٰ من اتبع الھدیٰ

تبلیغ اسلام

قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو تاکید فرمائی ہے کہ وہ ہمیشہ کلمۂ خیر کی تبلیغ کرتے رہیں۔ اور فرمایا ہے کہ ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر و یامرون بالمعروف و ینھون عن المنکر تم میں سے ایک جماعت ایسی ضرور ہونی چاہیئے کہ وہ نیک باتوں کا حکم دیں اور بُری باتوں سے روکتے رہیں۔ اور اسلام کیطرف لوگوں کو بُلاتے رہیں مگر باوجود اس حکم کے مسلمان ہیں کہ خواب غفلت میں پڑے ہوئے ہیں اور بجائے لوگوں کی اصلاح کرنیکے خود ہزاروں گناہوں اور بدیوں میں مبتلا ہیں کسی شاعر نے کہا ہے کہ مژدہ باد اے مرگ عیسیٰ آپ ہی بیمار ہے جب معالج خود ہی مبتلائے رنج و الم ہے تو بیمار کی فکر کون کرے۔ جن کو اصلاح کا کام سپرد کر دیا گیا تھا جب وہ خود ہی بیمار ہوں تو بیچارہ کا کیا حال ہوگا۔ اس غفلت کا نتیجہ یہ ہوا کہ آج ہم دیکھتے ہیں دُنیا سے خدا پرستی اور تعظیم الٰہی کا تو نام ہی مٹ گیا ہے۔ ہر کسے در کار خود کی مثال ہو رہی ہے دہریت ترقی پر ہے۔ شرک کی کثرت ہے۔ دین سے تو بے حسی ہے کہ اب کہنے والے کہتے ہیں کہ وہ زمانہ گزر گیا جب دین کیطرف لوگ متوجہ تھے اب تو ترقی اور آزادی کا زمانہ آگیا ہے۔ اب دین کے خیالات کا نشوونما پانا ناممکن ہے +

اللہ تعالیٰ کے فضل سے مسلمان دُنیا کے ہر ملک میں پھیلے ہوئے ہیں۔ اور کوئی ملک نہیں جہاں اللہ تعالیٰ کی وحدت کا اقرار کرنیوالے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی غلامی کا دم بھرنیوالے موجود نہیں پھر کیا وجہ ہے کہ دُنیا دین سے اسقدر غافل ہے اگر مسلمان دین کیطرف متوجہ ہوں۔ اور اپنے فرائض کی شناخت کریں تو یہ حالت کیوں نہ بدلے بلکہ اگر مسلمان اپنے فرائض کو بجا لاتے تو یہ حالت پیدا ہی کیوں ہوتی +

یورپ کا فلسفہ یورپ سے نکلکر کل دُنیا میں پھیل جاتا ہے اور چھوٹا بڑا اس کا شیدائی ہو جاتا ہے اور دین کو فلسفۂ یورپ کی کسوٹی پر پرکھنا چاہتا ہے۔ مسلمان اپنے گھروں میں بیٹھکر اس اجنبی رو کا مقابلہ نہ کر سکے۔ بیرونی حملہ آور ہمیشہ کمزور ہوتا ہے۔ اور اگر گھر والے اس کا مقابلہ پوری طرح سے کریں تو اسے بآسانی شکست دے سکتے ہیں مگر مسلمان کچھ کرتے تو کامیاب ہوتے۔ انھوں نے یا تو اس حملہ کی عظمت کو سمجھا ہی نہیں اور اگر سمجھا تو اس کا یہ علاج کیا کہ مادیات کیطرف متوجہ ہونا ہمارا کام نہیں۔ اگر کسی عالم کو اس طرف توجہ ہوئی تو اس نے فلسفۂ یورپ کے پڑھنے والے اور سائنس کیطرف متوجہ ہونیوالے کو کافر کا خطاب دیدیا۔ اس کا نتیجہ سوائے اسکے اور کیا نکل سکتا تھا کہ رفتہ رفتہ اسلام کی بجائے شرک و کفر کا دور دورہ ہو گیا +

اب بھی کچھ نہیں گیا۔ اسلام جیسا پہلے مضبوط تھا۔ اب بھی ہے اگر نقص ہوا ہے تو ہماری اپنی حالتوں میں۔ اگر کمزوری ہے تو ہمارے اعمال میں۔ اسلام کی شان کسی نقص یا کمزوری سے بہت ارفع ہے بلکہ پچھلے دنوں کی نسبت اسلام کی طاقت زیادہ ہو گئی ہے اور اب اسے تازہ شواہد اور زندہ دلائل کے ساتھ پیش کیا جا سکتا ہے اور ہم دُنیا کو بتا سکتے ہیں کہ خدا تعالیٰ اسلام کی ہر زمانہ میں مدد کرتا ہے چنانچہ آجکل بھی ایک مامور بھیجکر اس نے اسکی خبر گیری فرمائی ہے اور اس طرح اسے زندہ مذہب ثابت کر کے لوگوں پر حجت قائم کر سکتے ہیں۔ اور اگر ہر جگہ مسلمان اپنے اپنے علاقہ میں اس کام کو شروع کر دیں تو چند سالوں میں خیالات فاسدہ کا رد ہو سکتا ہے اور پھر اللہ تعالیٰ کی عظمت دلوں میں قائم کی جا سکتی ہے +

کیا کوئی نیک دل ہیں جو اپنے اپنے شہروں میں خدا کے مامورین کے منکروں کو راہ ہدایت پر لانے کی طرف متوجہ ہوں +

معاہدۂ جاپان و برطانیہ

تدبیر کنند بندہ۔ تقدیر زند خندہ

انسان بڑی کمزور ہستی ہے۔ خلق الانسان ضعیفًا۔ انسانی خلقت کمزور اور ضعیف واقع ہوئی ہے اسکی ہر بات سے کمزوری نمودار ہوتی ہے۔ علم اس کا ناقص۔ طاقت اسکی محدود۔ یہ حالت تمام انسانوں میں یکساں طور پر پائی جاتی ہے خواہ وہ سلطنت کے تخت پر جلوہ فگن ہوں یا مسند وزارت پر متمکن۔ چنانچہ کاونٹ ہیاشی نے جو معاہدہ انگریزی و جاپانی پر کچھ یادداشت لکھی ہے۔ اس سے بھی یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچتی ہے کہ انسان کا علم بہت ہی ناقص اور کمزور ہے۔ سچ فرمایا خالق فطرت نے عسیٰ ان تکرھوا شیئًا وھو خیر لکم وعسیٰ ان تحبوا شیئًا وھو شر لکم واللہ یعلم وانتم لا تعلمون۔ ہو سکتا ہے کہ ایک بات تم ناپسند کرو۔ اور وہ تمہارے لئے بہتر ہے اور ہو سکتا ہے کہ تم پسند کرو ایک بات کو۔ اور وہ تمہارے لئے بُری ہو۔ اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے +

جاپان یہ چاہتا تھا کہ روس کے ساتھ سمجھوتہ ہو جاوے۔ مگر آخر کار وہاں جاپان ناکام رہا۔ اور انگریزوں سے اس کا معاہدہ ہو گیا۔ چنانچہ اسکے واقعات ٹائمز میں شائع ہوئے ہیں ہدیۂ ناظرین کئے جاتے ہیں +

اس سے پتہ لگتا ہے کہ انسان اپنے خیال میں کیا سوچتا ہے اور انجام کی اسے بالکل خبر نہیں ہوتی۔ آخر کار وہی ہو کر رہتا ہے جو خدا تعالیٰ کی گورنمنٹ کا منشا ہوتا ہے۔ ان اللہ یحکم ما یرید

ویفعل اللہ ما یشاء۔ ۱۸۹۵ء میں روس۔ جرمن اور فرانس کی مداخلت نے جاپان کو مجبور کیا کہ وہ باوجود فتوحات کے پورٹ آرتھر اور جزیرہ نما لیوٹنگ چین کو واپس دیدے اور اسکے بعد کی جدوجہد جو روس اور جاپان کے مابین جاری رہی جسکی یہ غرض تھی کہ کوریا میں کس کو پولیٹیکل عروج حاصل ہو۔ ان ہر دو امور نے جاپان میں دو گروہ پیدا کر دیئے۔ اراکین سلطنت میں دو پارٹیاں ہو گئی تھیں۔ ایک پارٹی پرنس اٹو کیطرف مائل تھی جنکا یہ خیال تھا کہ لڑائی جسمیں مال کا بہت نقصان ہوگا روس کے ساتھ رفاقت اختیار کرنے سے ممتنع ہو سکتی ہے دوسرا گروہ وزیر اعظم مارکوئس کٹسورہ اور وزیر خارجیہ کاونٹ کمورہ سے ملا ہوا تھا۔ اور ان کا خیال تھا کہ روس کبھی منظور نہیں کریگا۔ کہ جاپان کو وہ اپنی ہم پلہ سلطنت اور طاقت تسلیم کرے۔ اور اگر جاپان یہ چاہتا کہ اسکی پوزیشن اسے حاصل ہو جاوے جو اسے مشرق اقصیٰ میں حاصل کرنیکا حق ہے۔ تو اسے لڑائی کا سامنا ضرور ایک نہ ایک دن کرنا پڑیگا بادشاہ سلامت ہر دو گروہ کی باتیں بڑی توجہ سے سُنا کرتے تھے لیکن وہ بڑے متامل تھے کہ اسمیں کونسی راہ اختیار کریں اور کس کے حق میں فیصلہ صادر فرماویں۔ ایک گروہ یہ چاہتا تھا کہ روس کے ساتھ دوستانہ تعلقات پیدا کرنیکے جتنے ممکن امور ہو سکتے ہیں سب صرف کر دیئے جاویں اور اسمیں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا جاوے۔ دوسرا گروہ اس بارہ میں روس سے خط و کتابت کرنا بے سود اور بے فائدہ جانتا تھا وہ چاہتا تھا کہ برطانیہ کے وزراء کے ساتھ اس بارہ میں سمجھوتہ کیا جاوے۔ مگر آخر کار شاہ جاپان برطانیہ عظمے کے ساتھ عہد و پیمان کرنے کیلئے تیار ہو گئے کیونکہ اسوقت کی مشکلات کے ماتحت ڈر تھا کہ کہیں جاپان کو سینٹ پیٹرز برگ میں نقصان نہ پہنچ جاوے۔ جسوقت جاپان کے مدبر روس و برطانیہ سے صلح کرنیکے معاملہ میں شش و پنج میں تھے۔ اسوقت لنڈن میں جاپان کا سفیر کاونٹ ہیاشی تھا اور سینٹ پیٹرز برگ میں بیرن کیورنیو تھا ممکن بلکہ اغلب تھا کہ ایسے وقت میں ہر دو سفیر ایک دوسرے کے بالکل برخلاف کارروائی کر بیٹھتے۔ اور جب پرنس اٹو جیپر اسکے شاہی آقا کو بڑا اعتماد تھا بذات خود یورپ کو گیا کہ آخری کوشش کرے اور روسی گورنمنٹ کو اچھی طرح ٹٹولے کہ آیا کوریا کے متعلق روس کے ساتھ باہم سمجھوتہ ہونا ممکن ہے اسوقت کاونٹ ہیاشی نے اسکے مشن کو بڑی بُری نظر سے دیکھا۔ کاونٹ ہیاشی نے پرنس اٹو کے مشن کے ساتھ وہی رویہ اختیار کیا جو کہ سر ولیم وائٹ سفیر قسطنطنیہ نے سر ہنری ڈرومانڈ ولف کے مصری مشن کے وقت اختیار کیا تھا جیسا کہ سر ہنری اپنے مشن میں ناکام پھرا تھا۔ اور سر ولیم نے بڑی مسرت کا اظہار کیا تھا۔ اسی طرح جب کاونٹ ہیاشی کو معلوم ہوا کہ گورنمنٹ جاپان نے پرنس اٹو کی کارروائی پر پانی پھیر دیا۔ اور اس کو منظور نہیں کیا تو اس نے بڑا فرحت بخش سانس لیا۔ کاونٹ ہیاشی کیا پہلے درجہ کا تمغہ اور احساس تھا اور وہ اس مراسلت کی کامیابی پر جو اس نے لارڈ لینسڈاون کے ساتھ پہلے سے شروع کی ہوئی تھی اپنی ذاتی عزت خیال کیا کرتا تھا اور اس نے اظہار کیا تھا کہ وہ پرنس اٹو کی اس کارروائی کو کبھی معاف نہیں کرے گا گو پرنس اٹو بھی بعد میں انگریزی معاہدہ کا بڑا معاون اور حامی بن گیا تھا +

خطبۂ جمعہ

۲۴؍ اکتوبر کو صاحبزادہ میرزا محمود احمد صاحب نے سورۃ اخلاص پڑھ کر فرمایا۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کو بڑی طاقت دی ہے۔ ایسی قوتیں اسے بخشی ہیں۔ جن کی وجہ سے یہ سب پر حکمران ہے حالانکہ جسم کے لحاظ سے اس سے بڑھ کر ہیں۔ باوجود اس کے بعض قوتیں اس میں ایسی ہیں۔ جن سے کام لیکر انسان ان بڑے بڑے جانداروں پر حکومت کرتا ہے۔ انسان کو تو یہاں تک دسترس حاصل ہے۔ کہ اسے پر نہیں دئے گئے۔ پھر بھی یہ اڑ سکتا ہے۔ وہ حشرات الارض جو اسے کھلی آنکھ سے نظر نہیں آسکتے ان پر بھی اس نے قابو پا لیا۔ اور ان کے ہلاک کرنے کا سامان بہم پہنچا لیا۔ سورج چاند ستارے کروڑوں میل پر واقعہ ہیں۔ ان سے بھی یہ فائدہ اٹھاتا ہے۔ آفتاب کی روشنی سے کام لیتا ہے۔ بجلی سے کام لیتا ہے ایتھر سے کام لیتا ہے۔ غرض جو کچھ دنیا میں ہے یہ ان پر حکمران ہے۔ سچ ہے خلق لکم ما فی الارض جمیعاً منه۔ مگر باوجود اس طاقت و حکومت کے کمزور ایسا ہے۔ کہ ایک منٹ کے لئے بھی نہیں بتا سکتا۔ کہ میں زندہ رہوں گا۔ ایک طرف ایسی طاقت۔ اور ایک طرف ایسی کمزوری بتاتی ہے کہ

ایک ہستی ہے

جو سب پر حکمران ہے۔ وہ بادشاہ جس کی سلطنت میں آفتاب غروب نہیں ہوتا۔ اپنی تاجپوشی کے دربار کے انعقاد کا اعلان کرتا ہے۔ اور آخر مجبور ہو کر ایک گل جراحی کراتا ہے۔ اور دربار ملتوی کرنا پڑتا ہے بے شک وہ بڑی حکومت کا مالک تھا۔ مگر خدا تعالےٰ نے بتا دیا۔ کہ میں احکم الحاکمین ہوں۔ غرض انسان کے اندر ایسی شہادتیں موجود ہیں۔ جو اسے متنبہ کرتی رہتی ہیں۔ کہ تجھ پر حکمران ایک طاقتور ہستی ہے۔ اور وہ ایک ہے۔ اس کے سوا جن چیزوں کو بعض نادانوں نے معبود ٹھہرایا وہ تو ایسی کمزور ہیں۔ کہ خود انہی کے بھائی بند دوسرے انسانوں نے اس میں تصرف کیا۔

گنگا میں کوئی نہر نہ تھی۔ خوش اعتقادوں نے کہا یہ پرمیشر کی ہے۔ اس میں حصہ نہیں لینے دیا۔ آخر ایک صاحب نے اس میں سے بھی نہر کاٹ ہی لی۔ اور کسی نے خوب برجستہ مصرع کہا۔ بیچ کاٹ لی نہر گنگا کاٹ لی۔ بے شک انسانوں کو ایسی طاقتیں دی گئی ہیں۔ مگر دوسری طرف اسے حد سے بڑھنے نہیں دیا۔ وہ بڑے بڑے دعوے کرتا ہے۔ لیکن ایسی ٹھوکر دیتا ہے۔ کہ اسے اقرار کرنا پڑتا ہے۔ مجھ پر حکمران ایک اور ہستی ہے۔ ایک مقام کے لوگوں نے حضرت اقدس سے ایک مسجد کے بارے میں عرض کیا۔ فرمایا۔ اگر ہمارا سلسلہ اچھا ہے۔ تو یہ مسجد تمہیں مل جائیگی (بعض وقت قبولیت کے اور خاص ہوتے ہیں) اس کے بعد مقدمہ شروع ہوا۔ جج جس وقت فیصلہ کے لئے بیٹھے۔ تو ایک جج نے جو مسلمان تھا۔ مخالفت شروع کی۔ وہ فیصلہ خلاف احمدیوں کے لکھ کر گھر سے چلنے لگا۔ اور نوکر کو بوٹ پہنانے کا حکم دیا۔ کہ جان نکل گئی۔ پھر اس کے قائم مقام جو جج ہوا۔ اس نے احمدیوں کو مسجد دلا دی۔ یہ خدا کے کام ہیں۔ اور وہ اپنی باتیں یوں منواتا ہے۔ اس میں کسی انسان کا دخل نہیں ہو سکتا۔ کوئی عہدے میں خواہ کتنا بڑھ جائے۔ وائسرائے ہو یا نواب بادشاہ ہو یا دنیا کی اصطلاح کے مطابق شہنشاہ۔ (اصل شہنشاہ تو خدا ہے۔) آخر ایک غریب کی طرح مٹی میں دفن ہوتا ہے۔ یہ تو بادشاہوں کا حال ہے مگر ان سے بھی بڑھ کر ایک اور گروہ ہے جنکے مقابلے میں بادشاہ ہمیشہ ہارتے رہے ہیں۔ یعنی انبیاء وہ بھی خدا کے مقابلہ میں کوئی چیز نہیں۔

دیکھو حضرت موسیٰ جیسے آدمی نے فرعون جیسے مطلق العنان انا ربکم الاعلیٰ کہنے والے بادشاہ کا مقابلہ کیا۔ اور وہ آپ کے سامنے ذلیل و خوار سمندر میں غرق ہوا۔ مگر خود جب خدا کا فرستادہ ملک الموت آیا۔ تو اس کے مقابلہ میں کچھ بھی نہ کر سکے۔ حتیٰ کہ انبیاء میں سے جنکو معبود ٹھہرایا گیا جیسے کرشن۔ رامچندر۔ حضرت مسیح ان پر زیادہ مصیبتیں ڈالی گئیں۔ اور ان میں ایسی کمزوریاں لگا دیں۔ کہ جن سے صاف کھل جائے۔ یہ کسی اعلیٰ و مقتدر ہستی کے ماتحت ہیں۔

ابتلاء تو بے شک حضرت موسیٰ و داؤد و سلیمان علیہ السلام پر بھی آئے۔ مگر دشمن ان پر ایسا غلبہ نہ پا سکا۔ جتنا مسیح پر۔ اس میں یہ حکمت تھی۔ اور اللہ یہ بتانا چاہتا تھا۔ کہ مسیح خدا نہیں۔ بلکہ خدا تو میں ہوں۔

الغرض ھو اللہ احد کا مسئلہ ایسا صاف ہے۔ مگر پھر بھی بعض انسان ایسے گرے۔ کہ انہوں نے پتھروں کو معبود بنایا۔ درختوں دریاؤں کو معبود بنایا۔ سانپوں کو معبود بنایا۔ پیدا ہونے والوں مرنے والوں بگڑنے ٹوٹنے والوں کو خدا بنایا۔ پھر بعض نے روپے کو خدا بنایا۔ بعض نے اپنے دوستوں کو حالانکہ خدا نے اپنے وقت پر ان سب چیزوں کی حد درجے کی کمزوری ثابت کر دی جس دوست پر کسی نے بھروسہ کیا۔ کام پڑنے سے پہلے اسے ہلاک کر دیا تا یہ جان لے کہ توکل کے قابل اور ذات ہے جو حیّ و قیوم ہے۔ ٹھوکر لگنے پر تو بہت سمجھ جاتے ہیں۔ مگر مبارک ہے وہ انسان جو ٹھوکر سے پہلے خدا کی باتوں پر ایمان لائے۔ اور اسے ایک جانے۔ مانے اور اسی کی ذات پر کل امور میں بھروسہ کرے۔ دیکھو ہندؓ نے جب بیعت کی اور حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے لا تشرکوا باللہ کہا۔ تو اس نے کہا کیا اب بھی ہم خدا کا شریک کسی کو بنا سکتے ہیں۔ اتنا مقابلہ کیا۔ ایک طرف ہزاروں لاکھوں آدمی اور دوسری طرف محمدؐ جیسے چند مگر نہ کثرت کام آئی۔ اور نہ بتوں نے کچھ مدد کی۔ جس سے حق الیقین کی طرح ہم پر یہ مسئلہ کھل گیا۔ کہ ھو اللہ احد ہندؓ اور اس کی قوم نے یہ سمجھا۔ مگر بہت سی ٹھوکریں کھانے کے بعد۔ لیکن وہ انسان کیا مبارک ہے۔ جو اس مسئلہ کو پہلے سمجھے اور یقین کرے۔

خدا ہی معبود ہے اور وہ ایک ہے۔ اور اس کا کوئی شریک نہیں کوئی مد مقابل نہیں۔ صرف وہی ذات ہے جو صمد کہلانے کی حقدار ہے کیونکہ صمد اسے کہتے ہیں۔ جس کی مدد کے بغیر کوئی کام ہو ہی نہ سکے۔ اس معبود برحق کو ناراض نہ کرو۔ دیکھو ایک گورنمنٹ کسی پر ناراض ہو جائے۔ تو سب دوست و احباب اسے چھوڑ جاتے ہیں۔ پچھلے دنوں کا ذکر ہے۔ جب گورنمنٹ لالہ لاجپت رائے پر ناراض ہوئی۔ تو آریہ سماج (جس کی وہ از حد مدد کرتے رہے اور کرتے ہیں) نے ریزولیوشن پاس کئے۔ کہ ان کا ہم سے کوئی تعلق نہیں۔ تو پھر وہ احکم الحاکمین جس پر ناراض ہو۔ اس کا کیا حال ہو گا۔ پس تم سب اس ذات پاک کو راضی کرو۔ اور اس کی ایسی عبادت کرو۔ جیسا کہ حق ہے عبادت کرنے کا۔ شرک سے بچو انسان جبھی بچ سکتا ہے کہ ہر امر میں اللہ کی فرمانبرداری کا خیال رکھے۔ اسے خوش کرو۔ تو سب خوش۔

مخلوق کو راضی کرنے کے درپے ہونے سے کیا بن سکتا ہے۔ خالق کو راضی کرو۔ پھر سب راضی ہی راضی ہیں۔ دعائیں کرتے رہو۔ کہ بڑی بڑی خفیہ راہوں سے شرک آتا ہے۔ سب سے بڑا شرک تو اسی زمانے میں دنیا پرستی کا تھا۔ جیسے امام نے یہ عہد لے کر توڑا۔ میں دین کو دنیا پر مقدم کروں گا۔ اب اس عہد کو نباہو۔ اگر ہم میں بھی امانتوں میں خیانت کرنے والے چوریاں کرنے والے رشوتیں لینے والے جھوٹ بولنے والے ہوں۔ تو ہم میں اور غیر میں فرق کیا ہوا۔

حضرت اقدس کے زمانہ میں ہم سیکھتے تھے۔ اب ہمارے کام کرنے کے دن آئے ہیں۔ چاہیئے کہ پورے جوش کے ساتھ ہم اس احد صمد لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفوا احد کی فرمانبرداری میں لگ جائیں۔ اور لوگوں کو اس واحد خدا اور اس کے مامور کی طرف بلائیں تا ان مصائب سے نجات پائیں۔ جو عذاب الٰہی کی صورت میں ہر طرف سے بڑھ رہی ہیں۔

خدا سے ڈرو!

ہر ایک کام جو انسان شروع کرتا ہے ـ اس میں شکلات پیش آتی ہیں خصوصاً نیک کاموں کی مخالفت تو نہایت ضروری ہے ـ کیونکہ اس کے بغیر انکی خوبی نہیں کھل سکتی ـ ہاں جب مخالف اپنا سارا زور مار کر اور تھک کر رہ جاتے ہیں ـ تو لوگوں پر کھل جاتا ہے ـ کہ یہ بات خدا کی طرف سے تھی ـ اور بعض شریر اس کی ناحق مخالفت کر رہے تھے ـ بعض برے کاموں کی بھی مخالفت ہوتی ہے ـ لیکن دونوں مخالفتوں میں یہ فرق ہوتا ہے ـ کہ الہٰی کام کی مخالفت کرنے والے جھوٹ سے پرہیز نہیں کرتے ـ اور جھوٹے کام کی مخالفت کے ساتھ انسان شرارت سے قریب ہونے کی بجائے اس سے دور ہوتا ہے ـ پس جس کام کے مخالفوں کو دیکھو ـ کہ وہ جھوٹ سے پرہیز نہیں کرتے ـ اور اتہام لگانے سے نہیں بچتے ـ اور دن بدن ان کے تقوے میں ترقی کی بجائے کمی ہوتی جاتی ہے ـ تو جان لو ـ کہ یہ شریر ہیں ـ اور ایک امر حق کی مخالفت کر رہے ہیں جو انسان اس اصل کو مد نظر رکھ کر اپنے ارد گرد کے اختلافات پر نظر ڈالے گا ـ اس کے لئے میری یا کسی اور آدمی کی رہنمائی کی ضرورت ہی نہ رہیگی ـ اور وہ خود بخود فیصلہ کر لیگا ـ کہ کون سا امر حق ہے اور کونسا آدمی صداقت پر ہے +

لوگوں میں طرح طرح کی باتیں مشہور کی جا رہی ہیں ـ کسی نے مشہور کیا ـ کہ پیغام صلح کو حضرت خلیفۃ المسیح نے بند کر دیا ہے ـ کسی نے کہا ـ کہ "الفضل" لینے سے حضرت نے انکار کر دیا ہے ـ پیغام صلح کو حضرت نے بند نہیں کیا ـ بلکہ اس کے ایک سیاسی مضمون کی وجہ سے اس پر اظہار رنج فرمایا تھا ـ اور اس کا لینا بند کر دیا تھا ـ اور یہ امر بطور تہدید و تنبیہ کے تھا ـ نہ کہ اس اخبار کو بند کر دیا تھا ـ اور اس کی وجہ یہ تھی ـ کہ آپ کے ایک خط پر اس اخبار میں ایسے حواشی شروع ہو گئے تھے جو آپ کے منشاء کے خلاف تھے ـ اتنی سی بات کو بڑھا کر سنتے ہیں ـ کہ یہ بنا لیا گیا ـ کہ پیغام صلح کو آپ نے بند کرنیکا حکم دیدیا +

"الفضل" کی نسبت جو مشہور کیا گیا ـ کہ اسے خلیفۃ المسیح نے لینا بند کر دیا ـ یہ بھی غلط ہے ـ اور بنانے والوں نے بات بنائی ہے ـ (دراصل یہ چند فتنہ پردازوں کا کام ہے جو کئی سال سے اس بات کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں ـ کہ جس طرح ہو مجھے اور میرے عزیزوں کو بدنام کریں ـ ہر ایک قسم کے جھوٹ اور افترا سے کام لیتے ہیں ـ اور ممکن سے ممکن طریق پر خفیہ خفیہ جماعت میں ایسی خودساختہ باتیں پھیلاتے ہیں ـ کہ جن سے جماعت میں بدظنی پھیلے ایسے عیار عباسی سلطنت میں بھی تھے ـ ان ہی لوگوں نے بعض ایسے اسباب کی وجہ سے جنکا خدا کے فضل سے مجھے علم ہے اس بات کو پھیلایا ـ اور مجھے اپنے سفروں میں خوب اچھی طرح سے معلوم ہو گیا ہے ـ کہ یہ لوگ کیا کیا جھوٹ بولتے رہتے ہیں ـ اور ایسی متواتر شہادت پہنچی ہے ـ کہ جس کا انکار نہیں ہو سکتا ـ اور جو باتیں میں نے اپنے کانوں سے سنیں ـ ان کا تو انکار کر ہی نہیں سکتا ـ لیکن تعجب ان لوگوں پر ہے ـ جو باوجود تقویٰ اور طہارت کی زندگی بسر کرنے کے مختلف شہروں میں ان افترا پردازیوں کے اول المفاتقین بن جاتے ہیں ـ اور دوسروں میں پھیلاتے ہیں ـ لیکن یہ مفتری انسانوں کو دھوکا دے سکتے ہیں ـ اور ان کی آنکھوں پر پٹیاں باندھ سکتے ہیں ـ کچھ دن تک ان کی شرارتیں چل سکتی ہیں ـ لیکن کیا خدا بھی دھوکا کھا سکتا ہے ـ کیا اس کی نظر سے بھی کوئی کارروائی پوشیدہ رہ سکتی ہے؟ کیا اس کے علم سے بھی کوئی بات غائب ہو سکتی ہے؟ وہ علیم و خبیر ہے ـ اور ایک دن سب شرارتوں کے راز کھول دے گا ـ لوگ یہ نہ سمجھیں ـ کہ وہ اپنے دعوں سے اگر انسانوں کو دھوکا دیسکتے ہیں ـ تو خدا کو بھی دھوکا دیدیں گے ـ خدا تعالیٰ اگر ان کو ڈھیل دیتا ہے ـ تو اس لئے نہیں کہ وہ ان کے کارناموں سے بے خبر ہے یا خوش ہے ـ بلکہ اس لئے کہ وہ انہیں ان کے بعض کاموں کی وجہ سے توبہ کا موقعہ دینا چاہتا ہے ـ مگر وہ بجائے سمجھنے کے گناہوں میں اور ترقی کر رہے ہیں ـ ولا یحسبن الذین کفروا انما نملی لھم خیر لانفسھم انما نملی لھم لیزدادوا اثما ولھم عذاب مھین وہ دن آتے ہیں کہ جب ان کو سزا دی جائے گی ـ اور خدا تعالیٰ اپنی قدرت کا ہاتھ دکھائیگا ـ کبھی گھبرا کر دل چاہتا ہے ـ کہ ان کے لئے بددعا کروں لیکن مجبور ہوں ـ کہ اجازت نہیں اور پھر یقین ہے کہ ایک دن آنکھوں سے پٹیاں کھل جائیں گی ـ اور دیکھنے والے دیکھیں گے ـ جو دیکھیں گے ـ خدا تعالیٰ نے یہ فیصلہ کر لیا ہے اور وہ جھوٹا نہیں)+

الحق نے پیغام صلح کے متعلق جو کچھ لکھا ہے اس کے بارہ میں) خلیفہ سے استمزاج نہیں کیا ـ خواجہ صاحب شیخ رحمت اللہ مرزا یعقوب بیگ ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب سب مخلص ہیں ـ اشرار تفرقہ چاہتے ہیں اللہ تعالیٰ (شریروں کا) ان کا بہتر علاج کرے گا ـ اللھم انا نجعلک فی نحورھم ونعوذبک من شرورھم ـ

جماعت کو چاہیئے ہر ایک معاملہ میں سوچ سمجھ کر قدم رکھے اور شریروں کے دھوکے میں نہ آئے ـ اور ان لوگوں کو جو جھوٹ اور افترا سے اپنے پوشیدہ مقاصد کو حاصل کرنا چاہتے ہیں ـ چاہیئے کہ خدا سے ڈریں ـ وما علینا الا البلاغ ـ خلیفہ کے حکم سے لکھا اور شائع کیا ہے ●